Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian
www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ
39

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

10 ذیقعدہ 1433 ہجری قمری 27 تبوک 1391 ہش 27 ستمبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا في عمره وامره۔

2011-12 کے دوران احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات کا روح پرور تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 202 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے اس سال دو نئے ممالک پانامہ اور امریکن ساموا میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

دوران سال 5 لاکھ 14 ہزار 352 سعید روحوں کا قبول احمدیت۔

دوران سال جماعت کو 338 مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں 119 نئی تعمیر شدہ مساجد اور 219 بنی بنائی حاصل ہوئیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 46ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 8 ستمبر 2012 بروز ہفتہ بعد دوپہر کے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب کا خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کے دن حسب روایت اللہ تعالیٰ کے افضال کا ذکر ہوتا ہے جو جماعت پر دوران سال نازل ہوتے ہیں اور یہ ذکر ان فضلوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو نئے ممالک میں احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق دی ہے۔ اب ۲۰۲ ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے۔ گذشتہ ۲۸ سال میں جبکہ حاسدین نے جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۱ نئے ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ امسال پانامہ اور امریکن ساموا میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ پانامہ میں ۳۵ لاکھ کی آبادی ہے یہاں ہمارے اٹلی کے ایک احمدی کے ذریعہ جماعت قائم ہوئی ہے۔ یہاں کے نومبائع پچھلے جلسہ کے بعد گوئٹے مال کے جلسہ میں شامل ہوئے اور شرح صدر کے بعد بیعت کی۔ سیدنا حضور انور نے نئی جماعتوں کے قیام کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نائجیریا سے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ ماڈوی گاؤں جو کہ نائجیریا کے بارڈر پر واقع ہے یہاں جب ہم تبلیغ کیلئے گئے تو گاؤں کے امام صاحب وہاں موجود نہ تھے۔ دوبارہ جانے پر امام صاحب سے ملاقات ہوئی۔ گاؤں کے امام عربی اور اسلامی علوم کے ماہر ہیں۔ امام صاحب نے کہا کہ میں قریبی شہر کانو میں گیا تھا اور عموماً رات کو درود شریف پڑھ کر سوتا ہوں۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے زور سے آواز آئی ہے کہ امام مہدی کو مان لو۔ لہٰذا آپ لوگوں کے ذریعہ ہم امام مہدی کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال بارش میں کمی ہوئی۔ امیر صاحب نے مجھے دعا کیلئے لکھا۔ ایک دن ایک اسکول ٹیچر احمدیہ ریڈیو اسٹیشن میں آئے اور انہوں نے بتایا کہ وہ باقاعدگی سے احمدیہ ریڈیو سنتے ہیں۔ جب انہیں علم ہوا کہ جماعت کے خلیفہ کی خدمت میں بارش کیلئے دعا کی درخواست کی گئی ہے۔ اور جماعت نماز استسقا پڑھ رہی ہے تو اس کے نتیجہ میں اس قدر بارش ہوئی کہ گزشتہ ۱۰ سال میں نہ ہوئی تھی۔ اس واقعہ نے مجھے احمدیت کی سچائی پر یقین دلا دیا ہے اور اب میں بیعت کرنے آیا ہوں۔

سیدنا حضور انور نے دوران سال نئی مساجد کے قیام کے سلسلہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو امسال خدا تعالیٰ کے حضور ۳۳۸ مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں ۱۱۹ نئی تعمیر شدہ مساجد اور ۲۱۹ بنی بنائی حاصل ہوئیں۔ امریکہ میں حالیہ دورے کے وقت ۳ نئی مسجدیں بنی ہیں۔ یوکے میں ۶ نئی مساجد کا افتتاح ہوا۔ ہندوستان میں ۷ مساجد کا۔ بنگلہ دیش میں ۱۳ انڈونیشیا میں ۵ مساجد کا افتتاح ہوا۔ الحمد للہ اب انڈونیشیا میں جماعت کی ۳۹۲ مساجد ہو چکی ہیں۔

مساجد کے قیام کے متعلق مختلف واقعات

سیدنا حضور انور نے فرمایا گھانا کی ایک خاتون نے شہر میں مسجد بنانے کیلئے جگہ دی۔ جماعت نے ۳ سال کے عرصہ میں مسجد تیار کرنے کا سوچا اس خاتون کے بچوں نے اپنی ماں کو ایک نئی گاڑی خرید کر دی تھی۔ اس خاتون نے کہا کہ یا تو مسجد کی تعمیر کیلئے گاڑی بیچ دو۔ یا مسجد کی تعمیر مکمل کرو۔ بچوں نے ۱۶ ہزار ڈالر کی رقم دیکر مسجد کی تعمیر مکمل کر دی۔

تگالہ بنین میں لجنہ خدام و انصار نے وقار عمل کے ذریعہ ۲۰۰ نمازیوں کے نماز پڑھنے کیلئے مسجد کی تعمیر کی۔

مشن ہاؤسز میں اضافہ

سیدنا حضور انور نے فرمایا دوران سال ۱۱۷ مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے ۱۰۸ ممالک میں اب جماعت کے ۲۴۴۳ مشن ہاؤسز کا قیام ہوا ہے۔

خصوصی امتیازی وقار عمل

حضور انور نے فرمایا کہ دوران سال ۶۲ ممالک میں ۱۹۹۸۰ وقار عمل کئے گئے اس کے ذریعہ ۳۱۷۰۰ ڈالر کی بچت کی گئی۔

اشاعت کتب

دوران سال وکالت اشاعت کی رپورٹ کے مطابق ۶۰ ممالک سے ۵۶۹ مختلف کتب پمفلٹ ۴۵ زبانوں میں ۵۲۷۴۵۲۶ کی تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم ری پرنٹ ہوئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کی پہلی دوسری جلد کا انگریزی میں ترجمہ شائع ہوا۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ یوکے سے رسالہ موازنہ مذاہب جاری کیا گیا ہے۔ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین شائع ہو رہے ہیں گو اس وقت اس کی تعداد کم ہے جو لوگ اردو پڑھنا جانتے ہیں انہیں اس کا خریدار بننا چاہیئے۔ امیر صاحب کبابیر نے لکھا کہ ایک ماہر پروفیسر سے گفتگو ہوئی انہوں نے بہت جلد حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کو قبول کیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کے عنوان پر ۱۰۰ صفحات کی کتاب لکھوں گا۔

گنی کناری کے صدر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے چچا بہت مخالف تھے۔ ایک عرصہ سے انہیں تبلیغ کی جا رہی تھی مگر مخالفت میں شدید تھے انہیں اپنے علم پر بڑا ناز تھا۔ ایک دن میں نے انہیں اسلامی اصول کی فلاسفی کا فرینچ ترجمہ دیا۔ اس کو پڑھ کر چچا نے بیان کیا کہ یہ کسی جھوٹے انسان کی تصنیف نہیں ہو سکتی اور علم و معرفت کا ایسا سمندر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

وہ اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا بھتیجہ آسمان میں بلندی پر ہے اور میں نیچے ہوں۔ میرے بھتیجے نے نیچے اُتر کر میرے سر پر ٹھوکا مارا تو اس میں سے خالی برتن جیسی آواز آئی۔ اس کی تعبیر انہوں نے یہ کی کہ میرا علم کورا ہے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

وکالت تصنیف کی رپورٹ کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ یوکے نے حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں انگریزی زبان میں ایک بہت اچھی کتاب شائع کی ہے۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تعداد پہلے بہت کم تھی یعنی ۱۲۴۴۔ ۲۰۱۰ء میں جب میں نے اس کی تحریک کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس کی تعداد ۸۵۰۰ ہو چکی ہے۔

احمدیہ پرنٹنگ پریس

فرمایا اللہ کے فضل سے احمدیہ پرنٹنگ پریس دنیا میں اچھا کام کر رہی ہیں۔ فضل عمر پریس قادیان کو نئی مشینیں بھجوائی گئی ہیں اور وہاں بھی کتب شائع ہو رہی ہیں ۸۰ فیصد کام خود وہاں ہو رہا ہے۔

نمائش و بک اسٹال

فرمایا اللہ کے فضل سے اس کے ذریعہ اچھا کام ہو رہا ہے۔ دوران سال ۲۳۲۰ نمائشوں کے ذریعہ ۲۱۸۶۵۰۰ لوگوں تک پیغام پہنچایا گیا۔ ۵۲۹۰ بک اسٹال لگائے گئے۔ نمائشوں کے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ناروے کے شمالی حصہ میں ایک لائبریری میں قرآن مجید کی نمائش لگائی گئی۔ پہلے وہ راضی نہ ہو رہے تھے۔ لیکن اب گذشتہ ۳ ماہ سے نمائش جاری ہے۔ اخبارات نے بڑی بڑی سرخیاں اس پر لگائی ہیں۔ مثلاً ایک اخبار لکھتا ہے ''ہم دلائل استعمال کرتے ہیں ہتھیار نہیں''۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ نمائش دیکھ کر ایک کثیر تعداد اس بات پر حیران تھی کہ ہم غیر مسلم ہو کر بھی قرآن کریم کو چھو سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں۔ نمائش کے ذریعہ گیمبیا کے ایف ایم سنگھاٹے صاحب کی فیملی سے دوبارہ رابطہ ہوا ہے۔ نمائش میں ایف ایم سنگھاٹے صاحب کی تصویر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ دیکھ کر ان کا ایک بیٹا ملنے آیا۔

آسٹریا کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ ویانا بک فیئر میں جماعت کا اسٹال لگایا گیا ۵۰۰۰ سے زائد لوگوں نے قرآن مجید اور اسلام کے متعلق کتب پڑھیں۔ جرمن ترجمہ قرآن کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ جماعت کا جرمن ترجمہ بہت پسند کیا جاتا ہے۔ غیر احمدی اسے خرید کر صرف کور بدل کر شائع کر دیتے ہیں۔

لیف لیٹ کی تقسیم

الحمد للہ لیف لیٹ کے ذریعہ کروڑوں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا ہے۔

امریکہ میں ۲۳۹۳۰۰۰ لیف لیٹ تقسیم ہوئے جس سے ۷۰ ملئین افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اس طرح کینڈا، جرمنی میں کروڑوں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا ہے۔ اس کے نتیجہ میں بہت مثبت پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔

فرینک فورٹ ریلوے اسٹیشن پر اسلامی تعلیمات کے متعلق پوسٹر لگائے گئے۔ ایک جرمن نے جب انہیں دیکھا تو فوراً کیمرہ نکال کر تصویر کھینچی اور کہا کہ میں اپنی بیٹی کو یہ دکھاؤں گا کہ اسلام میں عورت کے متعلق کیسی پیاری تعلیم ہے۔

شیخ برہان الدین صاحب انڈیا سے لکھتے ہیں کہ لیف لیٹس کی تقسیم کے ذریعہ عوام کو Tollfree نمبر کے بارہ میں زیادہ معلومات ہو رہی ہیں اس وجہ سے مخالفین میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے اور وہ ٹول فری نمبر پر فون کر کے اسے بند کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں دیوبند کے کسی شخص کا فون آیا کہ ہمارے ساتھیوں کی طرف سے آپ لوگوں کو بُری گالیاں دی جاتی ہیں مگر آپ لوگوں کی طرف سے کوئی گالی نہیں دی جاتی میں آپ کے صبر اور حوصلہ کی داد دیتا ہوں۔

ایم ٹی اے وریڈیو اسٹیشن

الحمد للہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا کام وسیع ہو گیا ہے ۱۴ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں ۲۴ گھنٹے مرد و خواتین کام کر رہے ہیں۔ انٹرنیٹ پر احمدیت کے متعلق پروگرام دیکھنے والوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ موبائل فون پر ایم ٹی اے کی وسعت ہو چکی ہے۔ آج موبائل کا صحیح استعمال جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ ریڈیو کے ذریعہ بھی تین ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ تین ممالک بورکینا فاسو، مالی، سیرالیون میں ۷ کی تعداد میں ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں ریڈیو کے ذریعہ کثیر تعداد میں بیعتیں ہوئیں۔ مالی کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے لکھا کہ ہم مسلمان تھے لیکن لکڑی کی عینک پہن رکھی تھی۔ آپ نے شیشوں والی عینک پہنا دی ہے۔ جس سے سب کچھ صاف صاف دکھائی دے رہا ہے۔ الاسلام ویب سائٹ کے ذریعہ بھی اچھا کام ہو رہا ہے۔ امریکہ میں سارا کام رضا کارانہ طور پر ہو رہا ہے۔ کینیڈا پاکستان، انڈیا میں بھی ان کے رضا کار ہیں، خطبات جمعہ ۱۸ زبانوں میں آڈیو ویڈیو کی شکل میں یوٹیوب میں ڈالے گئے ہیں۔ قادیان میں اللہ کے فضل سے اچھا کام ہو رہا ہے۔ پریس، لائبریری، گیسٹ ہاؤسز وغیرہ کی عمارتیں و دفاتر تعمیر ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل سے وہاں کے کاموں میں تیزی پیدا ہوئی ہے۔

مختلف ڈیسک

رشین، چینی، بنگلہ ڈیسک اچھا کام کر رہے ہیں۔ بنگلہ ڈیسک کا لائیو پروگرام ستیہ سندھان آتا ہے اس کا بنگلہ دیش اور مغربی بنگال میں اچھا اثر ہو رہا ہے۔ جاپانی ڈیسک بھی ربوہ میں کام کر رہا ہے۔ عربی ڈیسک کے زیر نگرانی حضرت مسیح موعود کی جملہ کتب کا عربی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ایم ٹی اے ۳ اور الحوار المباشر کے ذریعہ اچھا کام چل رہا ہے۔ کئی لوگوں کو بیعت کی توفیق ملی ہے۔

تحریک وقف نو

دوران سال ۳۴۹۶ واقفین کا اضافہ ہوا، کل واقفین نو کی تعداد ۴۷۸۹۲ ہو چکی ہے۔ اس میں سے کئی مربی اور معلم بن گئے ہیں اور کئی جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ اس طرح مختلف تعلیمی شعبوں میں پڑھائی جاری ہے۔ پریس اینڈ میڈیا اور مخزن تصاویر کا اللہ کے فضل سے اچھا کام چل رہا ہے۔ مجلس نصرت جہاں اسکیم کے تحت ۱۲ ممالک میں ۳۹ ہسپتال کام کر رہے ہیں جن میں ۴۳ ڈاکٹرز خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ۱۲ ممالک میں ۵۶ جونیئر ہائر سیکنڈری سینٹر کالج کام کر رہے ہیں۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹیکٹ کے تحت ماڈل ویلیج کے کام چل رہے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمت خلق کا کام جاری ہے۔ نادار غریبوں کی امداد جاری ہے۔ ہزاروں لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ نومبائعین سے رابطہ کے لحاظ سے نائیجیریا اوّل نمبر پر ہے۔ اللہ کے فضل سے امسال ۵۱۴۳۵۲ بیعتیں ہوئیں۔ ۱۱۶ ممالک سے ۲۸۲ قومیں احمدیت میں داخل ہوئیں۔ گزشتہ سال کی نسبت ۳۳۵۳۰ بیعتوں کا اضافہ ہوا ہے۔ مالی، نائیجیریا، بورکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، سینیگال میں بیعتیں خصوصیت سے ہوئیں۔ ہندوستان میں ۳۲۲۳۷ بیعتیں ہوئیں۔ سیدنا حضور انور نے بیعتوں کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نیوزی لینڈ کے صدر صاحب نے لکھا کہ نیوزی لینڈ کے اصل باشندے موری میں سے ایک فرد نے بیعت کی ہے۔ مفیض الرحمن صاحب مبلغ سلسلہ بوسنیا لکھتے ہیں کہ ایک دوست کو جماعتی لیف لیٹ پہنچایا گیا وہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے تقاریر سنیں۔ تحقیق کی اور اللہ کے فضل سے بیعت کی توفیق ملی۔

خوابوں کے ذریعہ بھی بہت سارے لوگوں کو بیعت کی توفیق ملی۔ امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ ایک دوست نے احمدی ہونے کے بعد اپنے بھائی کو تبلیغ شروع کی۔ ان کے بھائی نے خواب میں دیکھا کہ سورج اور چاند آب و تاب سے چڑھے ہوئے ہیں۔ سورج کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ یہ آنحضرت ﷺ ہیں اور چاند کے متعلق یہ بتایا گیا کہ یہ امام مہدی علیہ السلام ہیں چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

بورکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے احمدیوں کے چال چلن اور اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر دلائل کے بنا احمدیت کو قبول کیا۔ مخالفانہ کوششوں اور نومبائعین کی ثابت قدمی نیز مخالفین کے عبرت ناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ شیخ برہان احمد صاحب انڈیا سے لکھتے ہیں کہ جماعت کے نومبائعین کو مقامی چار اشخاص پریشان کر رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو سخت سزاؤں کے ذریعہ ہلاک کیا۔ اسی طرح نومبائعین میں احمدیت کے نتیجہ میں کئی پاک تبدیلیوں کا حضور انور نے ذکر فرمایا۔

سیدنا حضور انور نے اپنے بصیرت افروز افضال الٰہیہ کے تذکرہ پر مشتمل خطاب کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحیح رنگ میں ایسے لوگوں میں شامل فرمائے جو حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتے تھے۔

خطاب کے آخر میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام شرکاء جلسہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۱۲ کے موقع پر ۲۰ویں عالمی بیعت

۵ لاکھ ۱۴ ہزار ۳۵۲ سعید روحوں کا قبول احمدیت

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسانوں پر اظہار تشکر کیلئے کل عالم کے احمدیوں کا عالمی سجدہ شکر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۴۶ واں جلسہ سالانہ ۷۔۸۔۹ ستمبر ۲۰۱۲ کو ہندوستانی وقت کے مطابق سہ پہر ساڑھے پانچ بجے ۲۰ ویں عالمی بیعت منعقد ہوئی۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے ۲۷ ہزار سے زائد احمدی احباب و خواتین اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں عالمی بیعت کیلئے جلسہ گاہ میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیعت کیلئے تشریف لائے تو جملہ احباب جماعت پہلے ہی قطاروں میں تیار بیٹھے تھے۔ عالمی بیعت کی تقریب کے دوران جلسہ گاہ میں متعدد زبانوں میں بیعت کے الفاظ کا ترجمہ دوہرایا گیا اور احمدیہ ٹیلیویژن کی وساطت سے دنیا کے ۲۰۲ ممالک کے احمدیوں نے اپنے نئے بھائیوں کے ساتھ تجدید بیعت کا شرف حاصل کیا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل احمدی احباب نے خلیفہ وقت کے ہاتھ پر براہ راست بیعت کی۔

حضور انور نے اس موقع پر فرمایا جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۶ ممالک کی ۲۸۲ قوموں کے ۵ لاکھ ۱۴ ہزار ۳۵۲ افراد احمدی ہوئے ہیں گزشتہ سال کی نسبت ۳۳ ہزار ۵۳۰ بیعتوں کا اضافہ ہوا ہے۔ حضور انور کے دست مبارک پر مختلف قوموں کے نومبائعین نے اپنے ہاتھ رکھ کر جسمانی رابطہ پیدا کیا اور پھر جلسہ گاہ میں موجود باقی احباب نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر روحانی و جسمانی تعلق بنایا۔ حضور نے انگریزی میں بیعت کے الفاظ دہرائے۔ عالمی بیعت کے اس وجد آفریں منظر کے بعد کل عالم کے احمدی احباب نے اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں سجدہ شکر ادا کیا۔ اس طرح دنیا بھر کے احمدی خدا تعالیٰ کے آگے جھک گئے اور اپنے مولیٰ کریم کے ان احسانوں پر اظہار تشکر کیا۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

حقیقی اسلام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہے جو اس زمانے کے امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود نے ہمیں کھول کر بتایا ہے اور سکھایا ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کا حقیقی فہم و ادراک ہمیں حاصل کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کی حقیقت کھول کر بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خشیت اور اسلام کو ایک چیز قرار دے کر ایک حقیقی مسلمان کو عالم کی صف میں کھڑا کر دیا۔

ساتھ ہی ہم پر ذمہ داری بھی ڈال دی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم حاصل کرو اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان صفات کا اپنی حالتوں میں اظہار بھی کرو۔

حقیقی علم خشیت اللہ پیدا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے حقیقی عالم اور خشیت اللہ کی پُر معارف تشریح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعاؤں کے حوالہ سے رمضان میں خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کی خشیت کی روح کو سمجھتے ہوئے زندگیاں گزارنے کی نصیحت

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 3/اگست 2012ء بمطابق 3/ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 اگست 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (المومنون:58تا62)

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (البینۃ:9)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے رعب سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے۔ اور وہ لوگ کہ جو بھی وہ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس خیال سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ یقیناً اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور وہ ان میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

یہ سورۃ المومنون کی آیات ہیں۔ اگلی آیت سورۃ اَلْبَیِّنَۃ کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ ان کی جزا ان کے ربّ کے پاس ہمیشہ کی جنتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ابدال آباد تک ان میں رہنے والے ہوں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے خائف ہے۔

گزشتہ خطبہ میں رمضان کے حوالے سے یہ باتیں ہوئیں تھیں کہ رمضان سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کے لئے اپنے قول اور عمل کی اصلاح ضروری ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک روزے اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ میں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں رکھتے ہوئے جو روزے رکھے جائیں وہی رمضان کے فیض سے فیضیاب بھی کرواتے ہیں۔ کیونکہ رمضان کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اس لئے روزوں کو خشیت کے ساتھ جوڑا گیا تھا۔ اس تعلق کا اظہار کیا گیا تھا ورنہ ہر نیکی جو انسان کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ حقیقی نیکی اُس وقت بنتی ہے جب دل میں خشیت بھی ہو۔ اُس وقت مَیں نے کہا تھا کہ کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور وہ مَیں خشیت کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن بہرحال اب اُس مضمون میں تھوڑا سا مزید اضافہ ہو گیا ہے تو اس کو مَیں آج بیان کروں گا۔ یہ خشیت کا لفظ ہم عموماً استعمال کرتے ہیں۔ اگر اس کی روح کا پتہ چل جائے تو ہمارا نیکیاں بجالانے کا معیار بھی بڑھ جائے۔ اس لئے اس لفظ کے لغوی معنی بھی مَیں آج بیان کرنا چاہوں گا۔

خشیت کے عام معنی خوف کے کئے جاتے ہیں۔ بیشک یہ معنی بھی ٹھیک ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف جس میں ہو پھر یہ خوف اُسے نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا خوف کسی عام خوف اور ڈر کی طرح نہیں ہے۔ اس لئے اہل لغت نے اس کی وضاحت بھی کی ہے۔ مثلاً ایک لغت کہتی ہے کہ خشیت میں ڈر کا لفظ خوف کی نسبت زیادہ پایا جاتا ہے۔ پھر خشیت اور خوف میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ خشیت میں اُس ڈر کے معنی پائے جاتے ہیں جو اُس ذات کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جس سے ڈرا جائے۔ اور خوف میں اُس ڈر کا مفہوم پایا جاتا ہے جو ڈرنے والے کی اپنی کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لغات کے حوالے سے بڑی وضاحت فرمائی ہے۔

(اقرب الموارد زیر مادہ "خشی" ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 525)

پھر امام راغب اپنی لغت مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ اَلْخَشْيَةُ اُس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت کی وجہ سے دل پر طاری ہو جائے۔ یہ چیز عام طور پر اُس چیز کا علم ہونے سے ہوتی ہے جس سے انسان عام طور پر ڈرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیۃ کریمہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29)۔ اور اللہ تعالیٰ سے اُس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں خشیت الٰہی کے ساتھ علماء کو خاص کیا گیا ہے۔ امام راغب کا طریق یہ ہے کہ قرآنی آیات کے حوالے سے الفاظ کے معنی کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہیں تو اس میں انہوں نے اس آیت کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عظمت سے وہ لوگ بھی ڈرتے ہیں جن کے بارے میں قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (سورۃ ق:34)۔ جو خدا تعالیٰ سے غیب میں ڈرتے ہیں۔

(معجم مفردات الفاظ القرآن لامام راغبؒ زیر مادہ "خشی")

یعنی یہ غیب کا ڈرنا اُس وقت ہو سکتا ہے جبکہ دل میں ایسا خوف ہو جو معرفتِ الٰہی کا تقاضا ہے۔

پس یہ خشیت کی وضاحت ہے کہ خشیت اُس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہوا اور صرف کسی کی اپنی کمزوری کی وجہ سے یہ ڈر پیدا نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی خشیت یقیناً ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار بھی ہے اور ایک کمزور بندے کی اپنی کم مائیگی کا اظہار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کیا ہے؟ یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے اور اُس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہر چیز اُس کی پیدا کردہ ہے اور اُس کے ذریعہ سے قائم ہے۔ اُسی کی ملکیت ہے اور اُس کے چاہنے سے ہی ملتی ہے۔ پس جب ایسے قادر اور مقتدر خدا پر ایمان ہو اور اُس کی خشیت دل میں پیدا ہو تو پھر ہی انسان اُس کی قدرتوں سے حقیقی فیض پا سکتا ہے۔

یہاں یہ بھی سوال ذہن میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی خشیت علماء میں ہی ہوتی ہے تو کیا ہر عالم کہلانے والا یا اپنے زعم میں عالم اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی کہ شاید جو غیر عالم ہیں وہ اُس معیار تک نہیں پہنچ سکتے جس خشیت کا معیار اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اگر یہی معیار ہے کہ صرف عالم اُس تک پہنچ سکے تو پھر آجکل تو ہم ایسے ہزاروں لاکھوں علماء دیکھتے ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ جو قرآنِ کریم کو بھی صحیح طرح نہیں سمجھتے، جنہوں نے اس زمانے کے امام کو نہ صرف مانا نہیں بلکہ مخالفت میں گھٹیا ترین حرکتوں کی بھی انتہا کی ہوئی ہے اور وہ کہلاتے عالم ہیں۔

پس یقیناً یہ باتیں اس بات پر سوچنے پر مجبور کرتی ہیں کہ علماء کی تعریف کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ جن علماء کا یہاں ذکر فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ جن کو علماء کہتا ہے وہ کچھ اور لوگ ہیں۔ اگر ہر ایک کو ہی عالم سمجھ لیا جائے جو دینی مدرسہ میں واجبی تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوا ہے، جس طرح آجکل عموماً ہمارے ملکوں میں پھرتے ہیں یا جس کو عام دنیادار یا اُس کے اردگرد کے طبقے کے لوگ عالم سمجھتے ہیں یا جس نے دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے، عالم کی ایک اور صورت بھی ہوتی ہے کہ دینی نہ سہی اپنی دنیاوی تعلیم کی بھی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ بڑے بڑے سائنسدان ہیں،

سائنسی تجربات کرنے والے ہیں۔ دنیاوی علوم میں اُن کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے۔ تو یہ بات بھی غلط ہوگی کہ صرف دنیاوی عالم کو عالم سمجھا جائے۔ دنیاوی علوم حاصل کرنے والے تو بعض ایسے بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے ہی منکر ہیں کجا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُن کے دلوں میں پیدا ہو۔ تو یہاں عالم کی تعریف کی تلاش کرنی ہوگی کہ حقیقی عالم کون ہے؟ نہ نام نہاد دنیا کے لالچوں میں گھرے ہوئے دینی عالم یہاں مراد ہیں اور نہ ہی دنیاوی عالم۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی کردوں کہ بیشک اسلام دینِ کامل ہے اور یہ دینی علم رکھنے والے دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم نے یہ دین کا علم حاصل کیا ہے۔ بعض لوگ اسلام کا پیغام بھی پہنچاتے ہیں۔ اسلام کا پھیلنا بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے لیکن یہ ایسے علماء کے ہاتھوں سے نہیں ہوگا جن کے دنیاوی مفادات ہیں یا جن کے دنیاوی مفادات زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خشیت نام کی کوئی چیز اُن میں نہیں ہے۔ شاید میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا، اس دفعہ امریکہ کے دورہ میں جب ٹی وی کے نمائندے نے مجھ سے سوال کیا کہ امریکہ میں اسلام کے پھیلنے کے کیا امکانات ہیں؟ تو اس کو مَیں نے یہی کہا تھا کہ اسلام تو انشاء اللہ نہ صرف امریکہ میں بلکہ تمام دنیا میں پھیلے گا مگر ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکیداروں اور ان علماء کے ذریعے سے نہیں پھیلے گا بلکہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے پھیلے گا اور دلوں کو فتح کرکے اور امن اور پیار اور محبت کی تعلیم دے کر، نہ کہ دہشت گردی اور شدت پسندی سے جس کی تعلیم آجکل یہ علماء اکثر دیتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ قرآنِ کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حقیقی اسلام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہے جو اس زمانے کے امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود نے ہمیں کھول کر بتایا ہے اور سکھایا ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کا حقیقی فہم و ادراک ہمیں حاصل کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کی حقیقت کھول کر بیان فرمائی ہے اور واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی خشیت پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ علماء صرف ایک طبقے کا نام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو محدود ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے ہر انسان کو خدا تعالیٰ سے ملانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ انسانوں کو باخدا انسان بنانے کے لئے تشریف لائے تھے اور انسان باخدا انسان نہیں بن سکتا جب تک کہ اُس میں خدا تعالیٰ کی خشیت پیدا نہ ہو۔ اسلام میں آکر تو بڑے بڑے چور ڈاکو صرف اس لئے ولی بن گئے کہ اُن میں اللہ تعالیٰ کی خشیت کا فہم و ادراک پیدا ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ارشادات میں بہت جگہ پر تذکرۃ الاولیاء کے واقعات بھی بیان فرماتے ہیں، کئی جگہ ذکر آتا ہے۔ ایک مثال میں اس وقت تذکرۃ الاولیاء کی لیتا ہوں۔ فضیل بن عیاض کے متعلق تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ 'ہرات' میں کوئی قافلہ آکر ٹھہرا اور اس میں ایک شخص یہ آیت تلاوت کررہا تھا کہ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (الحدید:17)۔ یعنی کیا اہل ایمان کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خوفزدہ ہو جائیں۔ اس آیت کا فضیل کے قلب پر ایسا اثر ہوا جیسے کسی نے تیر مار دیا ہو اور آپ نے اظہار تأسف کرتے ہوئے کہا کہ یہ غارتگری کا کھیل کب تک جاری رہے گا اور وقت آچکا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں چل پڑیں۔ لکھا ہے کہ یہ کہہ کر وہ زاروقطار رو پڑے اور اس کے بعد سے ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ پھر ایک ایسے صحراء میں جا نکلے جہاں کوئی قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اور اہل قافلہ میں سے کوئی کہہ رہا تھا کہ اس راستے میں فضیل ڈاکے مارتا ہے۔ لہٰذا ہمیں راستہ تبدیل کر دینا چاہئے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب قطعاً بے خوف ہو جاؤ۔ اس لئے کہ مَیں نے راہزنی سے توبہ کر لی ہے۔ پھر ان تمام لوگوں سے جن کو آپ سے اذیتیں پہنچی تھیں، معافی طلب کرلی۔ پھر یہی ڈاکے ڈالنے والے 'رحمۃ اللہ علیہ' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فریدالدین عطار صفحہ 74-75 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خشیت کا اعجاز کہ جب احساس ہو جائے تو ایک لمحے میں ایک عام انسان کو بلکہ بدترین انسان کو بھی جو اُس زمانے میں بدترین کہلاتا ہو، جس کو لوگ پسند نہ کرتے ہوں علماء کی صف میں لا کھڑا کر دیتا ہے۔ جبکہ بڑے بڑے نام نہاد اور جبّہ پوش تکبر میں مارے ہوئے نظر آتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ عام دنیا اُن کو بڑا نیک سمجھ رہی ہوتی ہے لیکن اُن میں خشیت نہیں ہوتی۔ اور جو انسانوں سے تکبر کرنے والے ہیں وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں لئے ہوئے نہیں ہوتے۔

پس یہاں علماء کی خشیت سے مراد کچھ اور ہے۔ علماء کی خشیت کی یا یہ کہ عالم کون ہے اور خشیت کیا ہے؟ اس کی حقیقی تعریف کچھ اور ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کی وجہ سے اس حقیقی تعریف کا پتہ چلا ہے۔ اس تعریف کو میں آپ کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں جو آپ نے مختلف مواقع پر بیان فرمائی ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ایک دو حوالے لوں گا۔ لیکن یہاں مَیں نے جو چند حوالے لئے ہیں وہ سارے ہی ایسے ہیں کہ بیان کرنے ضروری ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت اور قدرت اور احسان اور حسن اور جمال پر علم کامل رکھتے ہیں خشیت اور اسلام درحقیقت اپنے مفہوم کے رُو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے''۔ (یعنی لازمی ہے) ''پس اس آیتِ کریمہ کے معنوں کا مآل اور ماحصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علم عظمت ذات و صفات باری ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 185)

یعنی اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا اور ذات کا علم ہو جائے وہی عالم بن جاتا ہے۔ پس ایک حقیقی مسلمان بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اُس کی صفات کا علم ضروری ہے اور یہ بغیر خشیت کے نہیں ہوسکتا اور اس کے لئے کوئی تخصیص نہیں کہ یہ خاص گروہ حاصل کرے اور باقی نہ کریں۔ اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ہر مومن کے لئے اُس کے حصول کی کوشش ضروری ہے، تبھی ایمان میں ترقی ہوتی ہے، تبھی اللہ تعالیٰ کے تعلق میں ترقی ہوتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خشیت اور اسلام کو ایک چیز قرار دے کر ایک حقیقی مسلمان کو عالم کی صف میں کھڑا کر دیا۔ ساتھ ہی ہم پر ذمہ داری بھی ڈال دی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم حاصل کرو اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان صفات کا اپنی حالتوں میں اظہار بھی کرو۔ جب یہ صورت ہوگی پھر فضلوں کے مزید دروازے بھی کھلیں گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''انسان کی خاصیت اکثر اور اغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29)۔ ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اس قاعدہ سے باہر ہیں''۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 22۔ صفحہ 122)

جن کی فطرت میں ہی شیطانیت گھسی ہوئی ہے وہ تو بہرحال اس سے باہر ہیں۔ پس جو علم پانے کا دعویٰ کرکے ہدایت کے راستے پر نہیں چلتا وہ عالم نہیں ہے، اُس کو بظاہر جتنا مرضی ظاہری علم ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اُس شخص نے قرآنِ کریم پڑھا ہے تو قرآنِ کریم تو بہرحال غلط نہیں ہے۔ اُس کو سیکھنے والے کا دعویٰ غلط ہے۔ اُس نے اُس روح کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ قرآن یقیناً خشیت لئے ہوئے دل کو علم و عرفان عطا فرماتا ہے لیکن متکبر اور خشیت سے خالی دل کو اور ظالموں کو سوائے خسارہ کے قرآنِ کریم کچھ نہیں دیتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29)۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 195۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جن کی زبانوں سے جھوٹ کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا، جن کے عمل دنیاوی لالچوں سے باہر نہیں آتے۔ جن کی زبانیں گند کے علاوہ کچھ نہیں بولتیں۔ آجکل تو پاکستان میں دیکھ لیں بلکہ یہاں بھی اکثر مسجدوں میں خطبات کے دوران میں جماعت کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مغلظات کے علاوہ یہ کچھ نہیں بولتے۔ تو کیا یہ وہ علماء ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے؟ یقیناً اس کا جواب نہیں میں ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو لغزش ہمیشہ نادان کو آتی ہے۔ شیطان کو جو لغزش آئی وہ علم کی وجہ سے نہیں بلکہ نادانی سے آئی۔ اگر وہ علم میں کمال رکھتا تو لغزش نہ آتی۔ قرآنِ شریف میں علم کی مذمّت نہیں بلکہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) ہے۔'' پھر فرمایا:

''اور نیم مُلّاں خطرۂ ایمان مشہور مثل ہے۔ پس میرے مخالفوں کو علم نے ہلاک نہیں کیا بلکہ جہالت نے'' (ہلاک کیا ہے)۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 223۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

''عالم ربّانی سے یہ مراد نہیں ہوا کرتی کہ وہ صَرف و نحو یا منطق میں بے مثل ہو بلکہ عالم ربّانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اُس کی زبان بیہودہ نہ چلے۔ مگر موجودہ زمانہ اس قسم کا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بھی اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں'' (یعنی مردے نہلانے والے جو ہیں، وہ بھی اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں کیونکہ برصغیر میں بعض جگہ رواج ہے کہ نہلانے کے لئے خاص لوگ تلاش کئے جاتے ہیں۔ ہر ایک مردہ کو نہیں نہلاتا۔ تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو علماء کہنا شروع کر دیا ہے)۔ فرماتے ہیں ''اور اس لفظ کو اپنی ذات میں داخل کرلیا ہے۔ اس طرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اس کا مفہوم لے لیا گیا ہے۔ ورنہ قرآنِ شریف میں تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29)۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو علماء ہیں۔ اب یہ دیکھنا

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ضروری ہوگا کہ جن لوگوں میں یہ صفات خوف وخشیت وتقویٰ اللہ کی نہ پائی جائیں وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے مستحق نہیں ہیں''۔

پھر فرماتے ہیں: ''اصل میں علماء عالِم کی جمع ہے اور عِلم اُس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآنِ شریف سے ملتا ہے۔ یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے، نہ حال کے انگلستانی فلسفے سے۔ بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ قرآن کریم کے طفیل سے ملتا ہے۔ مومن کا کمال اور معراج یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہنچے''۔ (اب یہاں تخصیص نہیں کی۔) ''مومن کا کمال اور معراج یہی ہے کہ وہ علماء کے درجے تک پہنچے اور اسے حق الیقین کا وہ مقام حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے''۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 231۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اب ہر مومن، ہر ایمان لانے والا مسلمان ایمان میں ترقی کرتا ہے تو مومن کہلاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ عالم ہونے کی ڈگری پاس ہو۔ فرمایا وہ علماء کے درجے پر پہنچے۔ وہ حق الیقین کا مقام اُسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے۔ لیکن جو لوگ علوم حقّہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں اُن پر کھلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے اُن میں پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان میں ہیں۔ یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بھر لیتے ہیں۔.......... جن لوگوں کو سچی معرفت اور بصیرت دی جاتی ہے اور وہ علم جس کا نتیجہ خشیت اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ لوگ ہیں جن کو حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 232-231۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اصل عالم ایسے لوگ ہیں۔ آجکل کے علماء کے بارے میں تو حدیث میں آتا ہے۔ یعنی وہ علماء جو صرف اپنے زعم میں عالم ہیں اور عمل اُن کے کچھ نہیں ہیں۔ حدیث میں آیا ہے، فرمایا۔ عُلَمَآؤُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ۔ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔

(الجامع لشعب الایمان جزء3 صفحه 318-317 فصل قال وینبغی لطالب علم أن یکون تعلمه... حدیث: 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد السعودیۃ 2004)

یعنی اُن کے علماء (اس زمانے کے جو علماء ہیں) آسمان کے نیچے بسنے والی بدترین مخلوق میں سے ہوں گے کیونکہ اُن میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے۔ اور آجکل آپ یہ دیکھ لیں کہ جتنے جھگڑے فساد ہیں، ان علماء کی وجہ سے ہی پیدا ہوئے ہوئے ہیں جو نام نہاد علماء ہیں۔ پس اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ ہر عالم یا عالم کہلانے والا، اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والا نہیں ہے اور آجکل جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ فتنہ اور فساد کا باعث یہ نام نہاد علماء کی اکثریت ہی ہے جو بن رہی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) یعنی اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خَشْیَۃُ اللّٰہ کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہوگا اُس میں ضرور خَشْیَۃُ اللّٰہ پیدا ہوگی''۔ فرمایا ''علم سے مراد میری دانست میں علم القرآن ہے۔ اس سے فلسفہ، سائنس یا اَور علومِ مروّجہ مراد نہیں۔ کیونکہ اُن کے حصول کے لئے تقویٰ اور نیکی کی شرط نہیں۔ بلکہ جیسے ایک فاسق فاجر اُن کو سیکھ سکتا ہے ویسے ہی ایک دیندار بھی۔ لیکن علم القرآن بجز متّقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو دیا ہی نہیں جاتا۔ پس اس جگہ علم سے مراد علم القرآن ہی ہے جس سے تقویٰ اور خشیت پیدا ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 599۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''علماء کے لفظ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ عالم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) یعنی بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، اُس کے بندوں میں سے وہی عالم ہیں۔ ان میں عبودیت تامہ اور خَشْیَۃُ اللّٰہ اس حد تک پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے ایک علم اور معرفت سیکھتے ہیں اور اُسی سے فیض پاتے ہیں اور یہ مقام اور درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ سے پوری محبت سے ملتا ہے یہاں تک کہ انسان بالکل آپؐ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 434-433۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ عالم کی حقیقت ہے اور یہ ہے علماء کی خشیت اللہ ہونے کا مطلب۔ ان اقتباسات میں جہاں حقیقی اور نام نہاد علماء کا فرق ہمیں معلوم ہو گیا وہاں ہماری توجہ بھی اس طرف پھیری گئی ہے کہ تم حقیقی تقویٰ اختیار کرو اور خشیۃ اللہ پیدا کرو۔ کیونکہ ایک مومن کے لئے یہ ضروری ہے تا کہ حقیقی مومن اور مسلمان بن سکو۔ پس ان (اقتباسات) میں یہ ذمہ داری بھی ہم پر ڈالی گئی۔ پس یہ کسی مخصوص طبقہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ تقویٰ پر چلنے کا حکم ہر مومن کو ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر خدا کا پیار مل ہی نہیں سکتا۔

پس اس رمضان میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قربت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ایسا ماحول بھی پیدا کر دیا ہے جو تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے مددگار اور معاون ہے۔ جو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کے لئے ہماری توجہ پھیرنے والا ہے۔ درس وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ حدیث کا درس بھی ہے۔ قرآن کا درس بھی ہوتا ہے۔ ہم سنتے بھی ہیں، تو ہمیں اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ قرآنِ کریم پڑھ کر، سن کر علم و معرفت کے اُن راستوں کی تلاش کرنی چاہئے جو تقویٰ میں بڑھاتے ہیں، جو خَشْیَۃُ اللّٰہ پیدا کرتے ہیں۔

جو آیات مَیں نے شروع میں تلاوت کی ہیں، ان کے حوالے سے بھی کچھ تھوڑا سا بیان کر دوں۔ پہلی پانچ آیات جیسا کہ مَیں نے کہا سورۃ المومنون کی ہیں جن میں ایک حقیقی مسلمان کی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی آیت میں بتایا کہ حقیقی مومن اپنے رب کے ڈر سے کانپتے ہیں، لرزتے ہیں اور یہ وہ خشیت ہے جو ایک حقیقی مومن میں ہونی چاہئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، کا اقرار کرنا اور اللہ تعالیٰ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ کر اُس سے لرزاں رہنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ حقیقی مومن ہے۔ وہ حقیقی مسلمان ہے۔ اور آیات کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات، تمام نشانات، تمام معجزات جو قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ تمام آیات جو قرآنِ کریم کی ہیں۔ ہر حکم جو ہے یہ سب آیات ہیں۔ پس ان پر عمل ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔ اور جب ایمان ہوگا تو کامل ایمان اُس وقت ہوتا ہے جب اُس پر عمل بھی ہو۔ اور یہ عمل پھر ایمان میں ترقی کا باعث بنتا ہے۔ خشیت اللہ میں ترقی کا باعث بنتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حقیقی مسلمان اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا۔ جس میں خشیت ہو، جس کو آیات پر ایمان ہو وہ شرک تو نہیں کرتا لیکن بعض دفعہ اگر بظاہر ایسا شرک نہ بھی ہو تو مخفی شرک بھی انسان سے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے باریک بینی سے اپنے پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تب ہی ایک حقیقی مسلمان بن سکتا ہے۔ اپنے قول و فعل کو ہر لمحہ سچائی پر قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے چوتھی بات ان آیات میں یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ خدمتِ دین بھی کرتے ہیں، مال بھی خرچ کرتے ہیں، وقت بھی خرچ کرتے ہیں، احکامات پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں پھر بھی جو حقیقی مومن ہیں ان کے دل اس بات سے اس لئے ڈرتے رہتے ہیں کہ سب کچھ تو کیا ہے، اللہ تعالیٰ پتہ نہیں قبول بھی فرماتا ہے یا نہیں۔ کہیں کوئی مخفی غلطی ایسی نہ ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی رضا سے دور لے جائے۔ کہیں کوئی مخفی شرک شامتِ اعمال کی وجہ نہ بن جائے۔ کہیں کسی حکم پر عمل نہ کرنا یا کمزوری دکھانا ایمان میں کمی کا باعث نہ بن جائے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی خشیت صرف ظاہری دکھاوا ہی نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ (المومنون:62) کا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ چاہے کرے مگر خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نیکیاں کرے مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی ڈرتا رہے۔

(ماخوذ از مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 297-296 مسند عائشہؓ حدیث: 25777 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس ہمیشہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز بھی ہے۔ کسی نیکی کو قبول کرتا ہے اور کسی کو نہیں۔ یہ اُس کی مرضی ہے کس کو چاہے قبول کرے۔ کس کو چاہے نہ کرے۔ اس لئے ہر وقت خوف رہنا چاہئے کہ جب ہم اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوں تو ہمارے سے بخشش کا سلوک ہو۔ کسی نیکی پر کسی کو فخر نہیں ہونا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل فرماتے تھے۔ روایت میں آتا ہے حضرت شَھر بن حَوشَب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے پوچھا کہ اے اُمّ المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے ہاں ہوتے تھے تو زیادہ تر کونسی دعا کرتے تھے۔ اس پر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281, 04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدر آباد۔ آندھرا پردیش

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دعا پر مداومت کی، باقاعدگی کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا۔ اے اُمّ سلمہؓ! ہر انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جسے چاہتا ہے ثابت قدم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 94/89 حدیث:3522)

پس آپؐ جو ہمیں ہدایت دینے آئے تھے، ان کے اُسوہ پر چل کر حقیقی تقویٰ اور خشیت کا پتہ چلتا ہے، جن کی پیروی اللہ تعالیٰ کا محبوب بناتی ہے اُن کی خشیت کا یہ معیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں ہیں اور ہمیں کس قدر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اپنی یہ حالت رکھتے ہیں وہی ہیں جو نیکیوں اور بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ ہر طرف ہر وقت اپنی حالت پر غور ہوگا یا یہ کہ وہ ایسی حالت رکھنے والے ہیں تو پھر ہی نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف سب کی توجہ پیدا ہوگی اور انسان کوشش کرتا رہے گا۔ تو پھر ان کے قدم نیکیوں کی طرف آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ کوشش یہ کرتے ہیں کہ تمام قسم کی نیکیوں کو اپنائیں۔ تقویٰ میں ترقی کریں لیکن اس بات پر بھی فخر نہیں۔ ہر حالت میں ہر وقت اُن کے دل خدا تعالیٰ کی طرف جھکے رہتے ہیں۔ اور یہی حالت ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلواتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں میں سے ہم پر ایک بہت بڑا احسان یہ بھی ہے کہ دعاؤں کو مانگنے کے طریقے بھی ہمیں سکھائے۔ ایک دعا کا ذکر احادیث میں اس طرح ملتا ہے جو دراصل تو ہمارے لئے ہی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ دعا کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَدُعَآءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھٰؤُلَآءِ الْاَرْبَع۔ کہ اے اللہ! مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو خشوع نہیں کرتا۔ اور ایسی دعا سے جو سنی نہیں جاتی۔ اور ایسے نفس سے جو سیر نہیں ہوتا۔ اور ایسے علم سے جو نفع رساں نہیں ہے۔ مَیں تجھ سے ان چاروں سے پناہ چاہتا ہوں۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 68 حدیث:3482)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس دعا کو سمجھنے والے بھی ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اَور دعا بھی پیش کرتا ہوں۔ یہ جو دعا ہے عاجزی اور خَشْیَۃُ اللہ کی اُن بلندیوں تک پہنچی ہوئی ہے جو آپؐ کی خشیت کا ایک کامل نمونہ ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر دعا کرتے ہوئے آپؐ نے اپنے مولیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے اللہ! تُو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے۔ میری پوشیدہ باتوں اور ظاہری امور سے تو خوب واقف ہے۔ میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر کچھ بھی تو مخفی نہیں۔ مَیں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہوں۔ تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہما اور ڈرا ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری ہوں اور معترف ہو کر مَیں تیرے پاس آیا ہوں۔

میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔ تیرے حضور مَیں ایک ذلیل گنہگار کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھے نابینا کی طرح خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے۔ میرے آنسو تیرے حضور بہ رہے ہیں۔ میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔ اے اللہ! تُو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا۔ میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے زیادہ التجاؤں کو قبول کرتا ہے اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے، میری دعا قبول کر لینا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 صفحہ 140 عطاء عن ابن عباس حدیث:11405 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

پس یہ وہ عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے خشیۃ اللہ کا عظیم نمونہ ہر آن اپنی اُمّت کے سامنے پیش فرمایا۔ ہر بات دیکھ لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل دیکھ لیں اس خشیت سے بھرا پڑا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں ہیں۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کے مقرب ترین آپ ہیں۔ ان کے ساتھ جڑنے والوں نے بھی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کی خوشخبری سنی ہے۔ پس یہ اسوہ حسنہ ہے اور یہ خَشْیَۃُ اللہ ہے۔ اگر ہم نے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور اس چیز کو اپنایا، اپنے اندر پیدا کیا تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس رمضان میں اللہ تعالیٰ کی خشیت کی روح کو سمجھتے ہوئے اس کے مطابق زندگی گزارنے والے ہوں۔ اللہ کرے یہ رمضان ہمارے لئے روحانی انقلاب پیدا کرنے والا بن جائے۔

❁❁❁

کیا آپ نے اس ماہ اصلاحی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے اس کی رپورٹ دفتر اصلاح و ارشاد میں بھجوا دی ہے

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

مسئلہ نزولِ مسیح کی حقیقت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ نزولِ مسیح کا مسئلہ ایمان کے مبادیات سے تعلق نہیں رکھتا کہ اس کا انکار کفر کے برابر قرار دیا جائے۔

اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جُز یا ہمارے دین کے رکنوں میں ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

حسب معمول مخالفین نے اس کو طعن و تشنیع اور استہزا کے ساتھ اعتراض کا نشانہ بھی بنایا۔ ذیل میں اہل سنت کے دو فرقوں بریلوی اور دیوبندی کے دو علماء کے اقوال درج کئے جارہے ہیں جن میں ایک عالم کا قول تو ان کے پیروکاروں کیلئے سند کا درجہ رکھتا ہے یعنی احمد رضا خان بریلوی صاحب۔

’’قادیانی صدہا وجہ سے منکر ضروریات دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات و وفات سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علی نبینا الکریم و علیہ صلوات اللہ و تسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فرعی سہل خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں‘‘۔

(الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی از احمد رضا خان بریلوی ص ۵ سن تصنیف ۱۳۲۰ھ)

اور دوسرے صاحب (یوسف بنوری) نے بڑے بڑے علماء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ یا تو نزول مسیح کے سرے سے قائل ہی نہ تھے یا پھر اس کی اساسی حیثیت کے منکر تھے۔

’’آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ بڑا ہی پرفتن دور ہے، نسل انسانیت عمومًا اور مسلمان خصوصًا قسم قسم کے فتنوں میں گھرے ہوئے ہیں مسلمان بحیثیت مسلمان آج جتنے خطرناک حالات سے دوچار ہیں شاید ماضی کی تاریخ ایسی مثالوں سے خالی ہو، ہر سمت سے قصر اسلام پر فتنوں کی ایسی یلغار ہے کہ الامان والحفیظ! طرح طرح کے فتنے ظاہر ہو رہے ہیں، اعتقادی، علمی ظاہری اور باطنی، ہر ایک دوسرے سے بڑھتا جارہا ہے، مگر سب سے خطرناک فتنے وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد سے ہو، ان اعتقادی فتنوں میں سے ایک فتنہ نزول مسیح علیہ السلام سے یکسر انکار کرنا یا کم از کم اس کی اساسی حیثیت تسلیم کرنے سے اعراض کرنا اور اس کو غیر ضروری ماننا بھی ہے حتیٰ کہ بعض ایسے اہل علم و قلم بھی جن کی رفعت شان کی طرف اگر ہم نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو ان کے علم، فضل و کمال اور ان کی عظمت کو اپنی بے پناہ بلندی کی وجہ سے ہماری نگاہیں سر نہیں کرسکتیں وہ بھی اس رو میں بہہ گئے ہیں۔ مولوی ابوالکلام آزاد صاحب مولوی جاراللہ صاحب، مولانا عبیداللہ صاحب سندھی وغیرہ کی تحریرات میں یہ چیز آئی اور مولانا آزاد نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ ’’اگر یہ عقیدہ نجات کیلئے ضروری ہوتا تو قرآن میں کم از کم (واقیموا الصلوٰۃ) جیسی تصریح ضروری تھی اور ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی مسیح اب آنے والا نہیں‘‘۔

(عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام قرآن، حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں از یوسف بنوری)

غیر احمدی علماء کے مندرجہ بالا اقوال کے حوالہ جات منسلک ہیں۔ جن سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ اُمتِ مسلمہ میں متفق علیہ مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ ختم نبوت کے ملا اکثر دعویٰ کرتے ہیں بلکہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ (انصر رضا۔ پاکستان)

منظوری سالانہ ذیلی اجتماعات بھارت 2012

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بھارت کی ذیلی تنظیمات کے سالانہ اجتماعات 2012 کی مندرجہ ذیل منظوری فرمائی ہے۔

❁ ۔اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 13-14-15 اکتوبر بروز ہفتہ، اتوار، سوموار۔

❁ ۔اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات۔

❁ ۔اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت و ناصرات الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات

تمام ذیلی تنظیم کے ممبران و ممبرات قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ یہ اجتماعات تربیت کا اہم ذریعہ ہیں۔ (ادارہ)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

ذکرِ حبیب (قسط: دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

صاحبزادہ مرزا اعلام احمد ۔ربوہ

......حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود جلد سوم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی زبانی ایک واقعہ لکھا ہے جس میں حضرت مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ ان کی رہائش حضور کے گھر میں اوپر کی منزل پر تھی اور بیت الدعا کے اوپر جو کمرہ ہے حضرت مولوی صاحب اس کمرہ کو بیت الدعا کے طور پر ہی استعمال کرتے تھے۔

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ جو حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور کے پہلے جانشین ہوئے اور مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے 1892ء میں ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ اس وقت سے اپنی وفات تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر میں رکھا حالانکہ حضرت مولوی صاحبؓ کا اپنا مکان کافی عرصہ پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔ اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بھی کچھ ماہ کے بعد دارالمسیح سے اس میں منتقل ہوئے۔

......ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں پشاور سے کچھ مہمان آئے ۔صاحبزادہ مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم سے ان کی بیٹھک اس مہمان کے لئے طلب کی گئی۔ مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا۔ حضور نے عبدالحئی مرحوم کو فرمایا میاں ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنے مہمان کو مکان دینے سے انکار کر دیا۔ مومن تو ایسا نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو مَیں تمہیں ایک مومن کا حال سناتا ہوں جب مَیں قادیان آیا تو حضرت اقدس نے ایک برآمدے میں رسی باندھ کر اس پر پردہ ڈال دیا۔ ایک طرف خود ہو گئے دوسری طرف مجھے دے دی۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب آئے تو آپ نے ایک اور رسی باندھ دی اور پردہ ڈال کر کچھ جگہ ان کو دے دی۔ مولوی محمد احسن صاحب آئے آپ نے ان کو بھی جگہ دے دی۔ اس طرح جو مہمان آتا آپ سمٹ جاتے اور مہمان کے لئے جگہ بنا دیتے۔ اتنی بات بیان فرما کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میاں مومن کا دل تو ایسا ہوتا ہے

......حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں:

''مجھے 1889ء سے حضرت اُمّ المومنین کو کسی قدر قریب سے اور 1898ء سے بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کی شفقت و کرم کا تجربہ کرنے کا موقعہ ملا ہے......خدمت سلسلہ میں آپ کی خدمات کا ایک پہلو کس قدر قیمتی ہے کہ ابتداء میں باوجود خادماؤں کے مہمانوں کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ تیار کرتی تھیں اور کبھی اس قسم کی خدمات سے آپ نے گھبراہٹ کا اظہار نہیں فرمایا میں ایک بصیرت سے جانتا ہوں کہ ابتدا میں جب حضرت اقدس کا کھانا وغیرہ بڑے گھر (بڑے گھر سے مراد مشترکہ گھر ہے جس میں مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو جماعت میں تائی کہلاتی ہیں رہتی تھیں اور حضور کی زوجہ اوّل اور ان کے صاحبزادگان کی بھی رہائش تھی) سے آتا تھا اور مہمان وقت بے وقت آجاتے اور حضور اکرامِ ضیف کے بہترین نمونہ تھے۔ مجبوراً اسی گھر میں اطلاع دینی ہوتی تھی اور وہ اکثر بُرا مناتے اور کہہ دیتے کہ :تمہارے پاس تو اسی طرح آتے رہتے ہیں ہم سے یہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی اور انتظام کرلو۔

''خدا کی اس نعمت کو انہوں نے رد کر دیا اور خدا تعالیٰ نے اس فضل کو سیدہ نصرت جہاں بیگم کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مہمانوں کے کثرت سے آنے کی بشارات دیں اور یہ بھی قبل از وقت بتا دیا کہ ان سے تھکنا اور گھبرانا نہیں۔ ادھر ان کے لئے مہمان نوازی کے صحیح نظام کو قائم رکھنے کے لئے اپنے وعدہ کے موافق جو

ہر چہ باید نو عروسی را ہمہ ساماں کنم

میں کیا تھا حضرت سیدہ کو آپ کے نکاح میں لا کر انتظام کر دیا۔ مہمان دن رات کے ہر حصہ میں پیدل سوار آجاتے مگر حضرت اُمّ المؤمنین نے کبھی نہ ان سے بے وقت آنے کی شکایت کی اور نہ اپنا دل چھوٹا کیا بلکہ ہر فرد کے آنے پر خوشی کا اظہار فرماتیں اور اپنی شفقت ورحمت کے دامن کو اتنا وسیع کرتیں کہ آنے والا اپنے گھر سے زیادہ راحت پاتا۔

مہمان نوازی کے واقعات اور عجائبات بے انتہا ہیں۔ مجھے مختصراً اتنا ہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مہمانوں کی کثرت کی بشارتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے انصرام کا بھی آپ ذمہ لیا تھا اور حقیقی مہمان نوازی کے لئے اُمّ المؤمنین کو بھیج دیا۔

حضرت اُمّ المؤمنین کی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام اور صحابہ سے پوری واقفیت رکھتی ہیں اور ایمانی رنگ میں جو جس قدر حضرت کے قریب تھے اُمّ المؤمنین اسے خوب سمجھتیں اور ان کی قدر فرماتی ہیں اور جب ان میں سے کوئی حاضری کی سعادت پاتا تو اس کے گھر کے تمام چھوٹے بڑوں کا تفصیل سے حال پوچھنا آپ کے دائرہ عمل میں داخل ہے۔ بعض صحابہ کو میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف کبھی کبھی کوئی فرمائش کھانے وغیرہ کی کر دیتے۔ حضرت اُمّ المؤمنین سن کر بہت خوش ہوتیں اور خاص اہتمام سے اس کو پورا کرتیں۔ اس قسم کے احباب میں سے ایک میرے نہایت ہی مخلص مخدوم بھائی حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 375 تا 378)

......مکرمہ استانی سکینۃ النساء اہلیہ حضرت قاضی محمد اکمل صاحب لکھتی ہیں:

''پہلے پہل تو باہر کے مہمانوں کی روٹی بھی خود ہی پکا کر باہر بھجواتی رہیں پھر لنگر قائم ہو گیا تو خود نہ پکائی ہوگی اور اب بھی کئی بار میں نے دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں خود ہی چولہے کے آگے بیٹھ جانا اور ہانڈی پکانا آٹا گوندھنا حالانکہ خدمتگاریں بھی پاس ہی بیٹھی ہوتی ہیں۔ ایسی شاندار ہستی جس کے دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقار اور رعب کی خاتون کبھی باورچی خانے کی طرف جانا خلاف وقار وشان کے نامناسب بات جانتی ہوگی اور پھر آپ ہیں بھی تو ایک دہلی کے عالی وقار خاندان کی فرد۔ آپ کا نورانی چہرہ ہی دیکھ کر تعجب میں ڈال دیتا ہے کہ ایسی باحوصلہ اور پر وقار خاتون کھانا خود پکا رہی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت عالی قدر شوہر محترم علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کیلئے گوارا کیا تھا۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 392)

......حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

''ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکتا تھا اور جلسہ کی روٹی اندر ہمارے صحن میں پکنا تو کئی سال تک تو مجھے بھی یقینی طور پر یاد ہے۔''

(تحریرات مبارکہ صفحہ 49)

......حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی سیرت میں ایک واقعہ لکھا ہے جس سے حضور کے انداز تربیت پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور کے گھر میں کچھ دن کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہو گیا اور رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور قصے اس طرح سنائے جاتے کہ گویا بڑے کام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حضور نے محسوس کیا۔ سختی کرنے یا کسی تندخو مصلح کی طرح کارروائی کرنے کے بجائے منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک رات سب کو جمع کیا اور کہا آؤ آج تمہیں کہانی سناتے ہیں اور ایسی خدالگتی اور کام کی باتیں سنائیں کہ گھر میں رہنے والی عورتیں گویا سوتے سے جاگ اٹھیں۔ سب نے توبہ کی اور اس کے بعد وہ سب کہانیاں خواب وخیال ہو گئیں۔ (سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 31-30 مولفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

......حضور کے انداز تربیت کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے بیان فرمودہ واقعہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ حضرت اماں جانؓ کے ساتھ حضور کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جانؓ کی بے حد قدر و قیمت آپؑ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری بہت خیال حضرت اماں جانؓ کا رکھتے تھے۔ اس کا نقش میرے دل پر اب تک ہے۔ مگر ایک بار مَیں نے دیکھا کہ جب آپؑ نے ضروری سمجھا تو حضرت اماں جانؓ کی بھی تربیت فرمائی۔ ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت اماں جانؓ بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔ صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سہ درے میں نانی اماں بیٹھی تھیں۔ کسی خادمہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہو کر نانی اماںؓ حضرت اماں جانؓ سے ناراض ہو گئی تھیں۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نانی اماںؓ غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ 'لڑکی (حضرت اماں جان ؓ کو نانی اماں لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بے شک'۔ وغیرہ وغیرہ۔

''اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان ؓ کو اپنے آگے آگے لئے چلے آ رہے ہیں اس طرح کہ حضرت اماں جانؓ کے دونوں شانوں پر آپ کے دست مبارک ہیں اور حضرت اماں جانؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔ آپؑ خاموشی سے اسی طرح حضرت اماں جان ؓ کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت اماں جانؓ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نانی اماںؓ کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔ پھر نانی اماںؓ نے حضرت اماں جانؓ کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید گلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں! اکثریت وہ ہوگی جن کو ماؤں کی قدر نہیں۔ احمدی بچیو! اور بہنو! یہ نقشہ جو مَیں نے دیکھا اور یاد رہا اس کو ذرا اپنی چشم تصور میں لاؤ کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے خدیجہ لقب پائے ہوئے بیوی اماں جان کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جس کی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرما سکا اور خود لا کر اس کی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔ گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رتبہ بڑا ہے مگر یہ ماں ہے۔ تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تلے جنت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ''

(تحریرات مبارکہ صفحہ 215,214)

......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں آپ جانتے ہیں کہ دو بیماریاں ساری زندگی حضور کے لاحق رہیں۔ ان بیماریوں کے پیش نظر اور اس وجہ سے بھی کہ حضور کی خوراک بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا آپؑ کے لئے آپؑ کی پسند اور طبیعت کے مطابق کھانے کا بندوبست فرماتی تھیں لیکن کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ مہمانوں کے ہجوم میں حضور کے لئے غذا کا وہ اہتمام نہ ہوسکتا تھا جو کہ ہونا چاہیے تھا۔ ایسے

موقع پر حضور سے محبت رکھنے والے اصحاب اس کو بہت محسوس کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ منشی عبدالحق لاہوری پنشنر نے جو پہلے حضور سے محبت اور عقیدت اور حسن ظنّی رکھتے تھے مگر بعد میں الگ ہو گئے تھے حضور کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ:

''آپ کا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیے کہ جسم کی صحت کی رعائت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیے۔''

ان کی بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔''

منشی عبدالحق صاحب اس پر کہنے لگے:

''اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں گے۔''

محبت کے جوش میں حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ بات حضور کے حق میں مفید ہے بغیر سوچے سمجھے اس کی تائید کر دی اور عرض کیا کہ:

''منشی صاحب کی بات درست ہے۔ حضور کو بھی چاہئے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں۔''

حضور نے مسکراتے ہوئے مولوی صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہئے۔''

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ''بس خدا ہی جانتا ہے میں اس مجمع میں کس قدر شرمندہ ہوا"۔ نیز فرماتے ہیں کہ ''درحقیقت ان دنوں الٰہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادرس چاہتی تھی''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 19,18)

۞......جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے نقطۂ نظر سے ہوتا تھا۔ اس ضمن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی دیوار کے متعلق حضرت اُمُّ المومنین کی رائے تھی کہ یوں بنائی جائے اور مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے مخالف تھی۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اس لئے مَیں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اس کی خاطر داری رکھتا ہوں اور وہ جو کہے مان لیتا ہوں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 397)

۞......اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ سیڑھی جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب والے مکان کی دیوار کے ساتھ تھی اس کی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اسے بالاخانہ کی دیوار کے ساتھ رکھنا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب رہتے تھے اور نیچے مولوی سید محمد احسن صاحب رہتے تھے۔ مولوی محمد احسن صاحب وہاں رکھنے کے مخالف تھے کہ میرے حجرہ کو اندھیرا ہو جائے گا اور حضرت اُمُّ المؤمنین کا حکم تھا کہ وہاں رکھی جاوے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نانا جان رضی اللہ عنہ یہ انتظام کر رہے تھے اور ان کو اس کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ آخر ان کے مزاج میں گرمی تھی اور جہیر الصوت تھے۔ انہوں نے زور زور سے بولنا شروع کیا۔ اور اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب کو کہہ رہے تھے کہ یہ سیڑھی یہاں ہی رہے گی۔ وہ بھی اونچی آواز سے انکار اور تکرار کر رہے تھے۔ حضرت صاحب باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کیا ہے؟ میر صاحب نے کہا مجھ کو اندر سیدانی (مراد اُمُّ المؤمنین) آرام نہیں لینے دیتی۔ اور باہر سید سے پالا پڑ گیا ہے۔ نہ یہ مانتے ہیں نہ وہ مانتی ہیں۔ میں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مسکرا کر فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کیوں جھگڑتے ہیں۔ میر صاحب کو جو حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے دیجیے۔ روشنی کا انتظام کر دیا جاوے گا۔ آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 407,406)

(ہر زمانہ کے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں غیر لوگوں کے سامنے میاں بیوی کا ایک دوسرے سے بات کرنا بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح یہ تو بہت ہی برا سمجھا جاتا کہ خاوند اور بیوی اکٹھے غیروں کے سامنے چلیں پھریں۔ عام طور پر دستور یہ تھا کہ پبلک جگہوں پر عورتوں کو ایک طرف بٹھا دیا جاتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق بالکل مختلف تھا۔ چنانچہ سیرت المہدی جلد دوم میں روایت 435 میں ذکر ہے کہ 1902ء میں ایک مرتبہ حضرت اماں جانؓ لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ ان کی واپسی کی اطلاع ملنے پر حضور ان کے استقبال کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ معمول کے مطابق بہت سے خدام بھی ساتھ تھے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر سب لوگوں کے سامنے ہی حضور نے اماں جان کا استقبال کیا اور آپ سے مصافحہ فرمایا۔

۞......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں کے سلسلے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی تصنیف 'ذکر حبیب' میں تذکرہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب سفر کا موقعہ پیش آتا تو حضور کا طریق یہ تھا کہ خود ساتھ جا کر حضرت اماں جانؓ اور جو مستورات ساتھ ہوتیں انہیں زنانہ ڈبے میں سوار کراتے۔ اور جس سٹیشن پر اُترنا ہوتا خود زنانہ ڈبہ کے پاس جا کر اپنے سامنے حضرت اماں جانؓ کو اُترواتے اور دوران سفر بھی اپنے ہمراہی خدام کے ذریعہ حضرت امّاں جانؓ کا حال احوال پتہ کرتے رہتے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ مزید لکھتے ہیں کہ آخری سالوں میں حضور عموماً سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ ریزرو کروا لیا کرتے تھے اور حضرت اماں جانؓ اور بچوں کے ساتھ اس میں سفر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضور الگ کمرے کو اس خیال سے ریزرو کرا لیتے تھے تا کہ حضرت والدہ صاحبہ کو علیحدہ کمرے میں تکلیف نہ ہو اور حضور اپنے اہل و عیال کے ساتھ اطمینان کے ساتھ سفر کر سکیں۔ اور نیز اس لئے بھی کہ آخری سالوں عموماً سفروں کے موقعہ پر ہر سٹیشن پر سینکڑوں ہزاروں زائرین بھی حضور کی زیارت کے لئے پہنچ جاتے تھے اور ان میں موافق و مخالف ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔

(ذکر حبیب صفحہ 318)

۞...... ایک سفر کے تعلق میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ (یعنی حضرت اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا) کے ساتھ سٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مَیں نے کہا مَیں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ''جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں''۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت 77 صفحہ 65)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضورؑ نے مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی بات سن کر فرمایا کہ: ''آخر لوگ کیا کہیں گے یہی نا کہ مرزا اپنی بیوی کے ساتھ پھر رہا ہے۔''

۞...... جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت اور خاص طور پر خواتین میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ حضرت اماں جان کے ساتھ حضور کا سلوک زمانہ اور ماحول کے برعکس غیر معمولی اور نمایاں طور پر اچھا ہوتا تھا۔ اور یہ بات اتنی معروف تھی کہ صرف قادیان کے رہنے والے یا کثرت سے آنے والے ہی ایسا نہ سمجھتے تھے بلکہ جو مہمان ایک بار بھی آتا تھا اس کو بھی اس کا احساس ہو جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب 1897ء کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ اس زمانہ میں لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار لاہور کے ایک معزز خاندان کے لوگ قادیان گئے۔ ان میں خواتین بھی تھیں۔ واپسی پر ایک بوڑھی خاتون نے ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بیان کیا کہ آپ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی کس قدر خاطر اور خدمت کرتے ہیں۔ اس مجلس میں ایک پرانی طرز کے صوفی بزرگ بھی موجود تھے۔ وہ اس معزز خاتون کی بات سن کر کہنے لگے۔ ہر سالک کا ایک مجازی محبوب بھی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا محبوب مجازی ان کی بیوی ہیں۔

اُن صوفی بزرگ کا خیال اپنی جگہ۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اور آپ کی قدر اور آپ کا احترام اس لئے خصوصی طور پر فرماتے تھے کہ یہ انبیاء علیہم السلام اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی۔

چنانچہ اپنے ایک تعزیتی خط میں جو حضور نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو ان کی پہلی بیگم کی وفات پر لکھا تھا اس میں تحریر فرمایا:

''میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں۔ بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں۔ ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس محبت اور باہم انس پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو پُرآب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ ایسے تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔ بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ اَرِحْنَا یَا عَائشہ۔ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی، پیارا رفیق اور رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے معاملات کی متولی ہوتی ہے جب وہ یک دفعہ دنیا سے گزر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور

گھر ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے۔''

(الحکم جلد 7 شمارہ نمبر 36۔ 3 ستمبر 1903ء)

......اسی طرح حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آ جائے کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کی طرف لگی رہی ہے کہ انہیں جمیلہ، حسینہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی۔ سو مَیں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے۔ میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں مومن کیلئے یہ تلاش واجبات میں سے ہے۔ اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو۔''

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب نمبر 37 صفحہ 59)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے حضرت امّاں جانؓ کے ساتھ خصوصی تعلق اور آپ کی قدر حضور کے دل میں آپ کی خوبیوں اور آپ کی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے بھی زیادہ تھی۔

...... حضرت اماں جانؓ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک کیا تھا۔ آپؑ کس قدر اکرام، احترام اور محبت اور دلداری کے ساتھ اماں جان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اس بارہ میں سیرت کی کتب میں بہت سے واقعات آتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام اور صحابیات کی بھی اس بارہ میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ ایک مختصر سے مضمون میں ان کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔ مختصر طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرح آپ کا خیال رکھتے تھے۔ اگر کبھی آپ بیمار ہوتیں تو باوجود بہت زیادہ مصروف الاوقات ہونے کے آپ کی تیمارداری میں مصروف ہو جاتے۔ غذا کا اہتمام فرماتے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کو علاج کے لئے بلواتے۔ ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کرتے اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کو دوا دیتے۔ ضرورت کے وقت حضرت اماں جانؓ کو خود دباتے بھی تھے۔ غرض آپ کی تسلی، تسکین اور آرام کی خاطر ہر طرح کوشش کرتے۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو بظاہر بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ حضور علیہ السلام کس طرح حضرت اماں جانؓ کا خیال رکھتے اور آپ کے آرام کے لئے کوشش فرماتے تھے۔ آپ نے بتایا کہ آپ روشنی کے بغیر سو نہیں سکتی تھیں دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندھیرے میں سونے کے عادی تھے۔ اماں جانؓ کی وجہ سے حضور بتی جلتی رکھتے۔ جب حضرت اماں جان سو جاتیں تو روشنی گل کر دیتے۔ حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں جب مَیں کروٹ لوں تو اندھیرا معلوم ہوتا تو اماں جانؓ روشنی کے لئے کہتیں اور حضور روشنی کر دیتے۔ آخر کار حضور کو بھی روشنی میں سونے کی عادت ہو گئی اور اماں جانؓ کے لئے حضور خصوصی طور پر سارے گھر کو روشن کرنے کا بندوبست فرماتے۔ اس بارہ میں ایک بار اماں جانؓ نے حضرت صاحب کو مخاطب کرتے فرمایا:

''حضرت صاحب وہ وقت یاد ہے جب آپ کو روشنی میں نیند نہیں آیا کرتی تھی اور اب اگر کونے کونے میں روشنی نہ ہو تو آپ کو نیند نہیں آتی۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 410)

...... ایک نہایت دلچسپ واقعہ محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ نے جو حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اپنے بچپن میں کافی عرصہ حضور کے گھر میں رہیں بیان کیا ہے جس سے حضور اور حضرت اماں جانؓ کے باہمی تعلق پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ کیسے بے تکلفی اور محبت پر مبنی تھے۔ آپ فرماتی ہیں:

''ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُمُّ المومنین صاحبہ نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں آنکھیں بند کر کے کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔''

چنانچہ حضورؑ اور حضرت اماں جانؓ نے آنکھیں بند کر کے ایک ایک فقرہ تحریر کیا۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت نمبر 1204)

......اپنے دوستوں اور اپنے ماننے والوں سے بھی حضور یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ اپنے عائلی تعلقات اسی نمونہ کے مطابق استوار کریں۔ اس ضمن میں حضور نے حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔ سو مَیں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ مَیں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ یہ ہے۔ 'خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ' یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بُرا کہہ بیٹھیں اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروّت اور جوانمردی سے پیش آویں اور ان کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کیلئے آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے۔ وہ ہیبت ناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور دل نرم رکھنا چاہئے۔ اور ان کو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں۔ نماز جنابِ الٰہی میں عرض معروض کا موقعہ دیتی ہے۔ اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لئے دعائیں کریں۔ بدتقدیروں سے ڈرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعائیں کریں۔ یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں۔ بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لئے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں۔''

(مکتوبات احمد جلد 2 مکتوب نمبر 35 صفحہ 234-235)

ایک واقعہ کا تعلق اخبار بدر کے بانی ایڈیٹر حضرت بابو محمد افضل رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ حضرت بابو محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ حضور کے صحابی تھے۔ افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں اور انہوں نے دونوں بیویوں کو قادیان میں رکھا ہوا تھا۔ 1899ء میں انہوں نے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور تحریر کیا کہ ان کی بیویوں کو ان کے پاس بھجوا دیا جائے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تحریر کیا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اس کو طلاق دیتا ہوں۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ خط حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور کو اس خط سے بہت رنج پہنچا اور حضرت مولوی صاحبؓ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا۔ ان کو لکھ دیں کہ **''ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا''**۔

حضور کا ارشاد بابو محمد افضل رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو انہوں نے فوری طور پر فیصلہ کیا کہ وہ اپنی دونوں ازواج کو اپنے پاس ہی رکھیں گے اور اپنی بہت آمدنی والی ملازمت کو چھوڑ کر حضور کی صحبت میں رہنے کے لئے قادیان آ گئے اور اخبار بدر کا اجراء کیا اور حضور کی مصروفیات اور حضور کے ملفوظات کی اشاعت کا کام شروع کر دیا اور باقی زندگی حضور کے قدموں میں گزاری اور 1905ء میں حضور کے قدموں میں ہی وفات پائی۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 253)

سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے پہلے ان کی حالت اچھی نہ تھی اور وہ اپنی اہلیہ کو پوچھتے تک نہ تھے۔ وہ حضور سے ملاقات کے لئے قادیان گئے جہاں پتہ لگا کہ حضور گورداسپور میں ہیں۔ چوہدری نذر محمد صاحب بھی گورداسپور گئے اور وہاں حضور سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور دوست ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے حضور سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لئے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔ چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضور نے بڑے غصے سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آ جائے۔ اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضور نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر وہ دل میں سخت نادم ہوئے کہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتے تک نہیں اور اپنے سسرال کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہیں بیٹھے ہوئے توبہ کی اور عہد کیا کہ جا کر بیوی سے معافی مانگوں گا۔ چنانچہ جب گورداسپور سے واپس گئے تو انہوں نے بیوی کے لئے بہت سے تحائف خریدے اور گھر پہنچ کر تحائف بیوی کو دیئے اور سابقہ سلوک کی معافی مانگی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلہ قدیر آباد ملتان)

...... حضرت حکیم فضل دین صاحب رضی اللہ عنہ کا نام آپ نے سنا ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ہم وطن اور بہت قریبی دوست تھے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ تعلق میں بہت اخلاص رکھتے تھے ان کا ایک دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 1925ء میں بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''حکیم فضل دین صاحب جو ہمارے سلسلہ میں سابقون الاولون میں سے ہوئے ہیں۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230

ADEEBA APPAREL'S

Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

چاہئے۔اس پر حکیم صاحب نے کہا میری بیبیوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔حضرت صاحبؑ نے فرمایا کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا۔کہنے لگے نہیں۔حضور یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔حضرت صاحب نے فرمایا۔پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں۔پھر ان سے معاف کرائیں (یہ بھی ادنیٰ درجہ ہے۔اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم ازکم ایک سال رہنا چاہیے۔اور پھر اس عرصہ کے بعد اگر وہ معاف کرے تو درست ہے) ان کی بیویوں کا مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے۔سو اب مجھے یہ واپس دے دو۔اس پر انہوں نے کہا اس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔اب ہم نہیں دیں گی۔حکیم صاحب نے آکر یہ واقعہ حضرت صاحب کو سنایا کہ میں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے مل جائے گا ایک ہزار روپیہ قرض لے کر مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔حضرت صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصہ کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں مفت کرم داشتن والی بات ہوتی ہے۔عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔چلو یہ کہتے جو ہیں معاف ہی کر دو مفت کا احسان ہی ہے نا۔تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر ان کو ملا نہیں۔تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ مَیں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے اس میں کیا حرج ہے۔"

(مطبوعہ الفضل قادیان مورخہ یکم اگست 1925ء)

❁......حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اموال میں سے ہمیشہ ہی خرچ کرتی رہی ہیں اور سلسلہ کی تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔اس سلسلے میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت تو بہت معروف ہے۔ابتدائی ایام کی بات ہے ایک بار جلسہ سالانہ کے ایام میں جب مہمان کثرت سے آئے ہوئے تھے۔انتظامات کے لئے رقم نہ رہی۔ ان دنوں ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ شروع نہ ہوا تھا اور حضور تمام اخراجات اپنے پاس سے ہی کرتے تھے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:"میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔" چنانچہ حضرت اماں جان کے زیورات فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔

(اصحابِ احمد جلد چہارم صفحہ 183)

❁......مئی 1900ء میں حضور علیہ السلام نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے سلسلے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں منارۃ المسیح کی برکات اور ثمرات کے ذکر کے ساتھ ساتھ تعمیر کی غرض سے جماعت کے احباب سے دس ہزار روپے کی تحریک فرمائی۔اس موقعہ پر حضرت اماں جان نے اس غرض کے لئے ایک ہزار روپیہ پیش کیا اور اس کی ادائیگی کے لئے دہلی میں اپنے ملکیتی مکان کو فروخت کر دیا۔

(ملخص از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 527)

❁......جماعتی کاموں کے لئے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ہر موقعہ پر نہایت انشراح کے ساتھ مالی قربانی پیش کرتی تھیں۔ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام کو بعض اہم ضروریات کے لئے روپئے کی ضرورت آن پڑی تو حضور نے ارادہ فرمایا کہ بجائے چندہ کی تحریک کرنے کے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی سے قرض حاصل کر لیا جائے۔جب یہ بات حضرت اماں جانؓ کے علم میں آئی تو آپ نے حضور کی خدمت میں یہ پیش کش کی کہ میرے پاس ایک ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور میرے زیورات بھی ہیں حضور بجائے قرض لینے کے ان سے یہ ضروریات پوری کر لیں۔ حضور نے اس اصول کے تحت کہ بیوی کا ملکیتی مال اس کا اپنا ہوتا ہے اور اس پر تصرّف کا حق بھی صرف بیوی کو ہی حاصل ہے خاوند کو نہیں حضرت اماں جان سے یہ رقم بطور قرض حاصل کی اور اس کے عوض اپنا باغ باقاعدہ طور پر رہن رکھا اور اس رہن نامہ کی سرکاری رجسٹری کروائی اور اس طرح احباب جماعت کے سامنے یہ نمونہ پیش کیا کہ خاوند کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بیوی کے حقوق کی بھی پوری طرح حفاظت کرے اور بیوی کے مال میں بے جا تصرّف نہ کرے۔

(ملخص از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 528)

(باقی آئندہ)

محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ
اہلیہ مکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ وفات پاگئیں

افسوس مورخہ ۱۹/جولائی ۲۰۱۲ کو محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ چند یوم کی بیماری کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ یکم مئی ۱۹۳۰ء کو ضلع لاہور کے ایک گاؤں بڑتھ میں حکیم محمد تقی صاحب کے گھر محترمہ کرم النساء صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔آپ کا شجرہ نسب حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی سے جا ملتا ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے خاندان کے ۴/افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے صحابہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

مرحومہ نے ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ نویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔پھر ادیب عالم کا امتحان دیا اور بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

اپریل ۱۹۴۴ء میں آپ کی شادی آپ کے ماموں کے بیٹے مکرم چوہدری حکیم بدرالدین صاحب عامل درویش کے ساتھ ہوئی۔اور خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی عزیزہ طاہرہ شوکت سے نوازا۔شادی کر کے قادیان آنے کے بعد آپ کو حضرت اماں جانؓ کی صحبت کا شرف حاصل ہوتا رہا۔حضرت اماں جانؓ نے ہمیشہ آپ سے مشفقانہ سلوک کیا۔

تقسیم ملک کے پر آشوب دور سے گزرنے کے بعد بھارت میں تنظیم لجنہ اماء اللہ کے ازسرنو قیام اور اس کے استحکام کی تاریخ میں جن ابتدائی عہدیداران کا نام ہمیشہ یادرہے گا ان میں آنمحترمہ بھی شامل ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد محترمہ موصوفہ مارچ ۱۹۵۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے لاہور سے قادیان تشریف لائیں۔قادیان آنے کے بعد سے آنمحترمہ ۲۰۱۰ء تک لوکل لجنہ اماء اللہ قادیان و مرکزیہ لجنہ اماء اللہ بھارت کے درج ذیل مختلف عہدوں پر فائز رہیں۔

سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان۔جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت۔سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ بھارت۔سیکرٹری تبلیغ۔انچارج نصرت لائبریری بھارت۔منتظمہ جلسہ گاہ مستورات۔منتظمہ سیکورٹی جلسہ گاہ و دارالمسیح قادیان۔ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ معیار اوّل قادیان۔جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان۔سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ قادیان۔نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان اور صدر لجنہ اماء اللہ قادیان۔اعزازی ممبر مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ بھارت۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر آنمحترمہ نصرت گرلز اسکول میں بطور معلمہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔نیز آنمحترمہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک تعلیم القرآن کے تحت ۱۹۶۶ء سے لیکر تاحیات بے شمار لجنہ، ناصرات و اطفال کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق ملی۔

آپ متعدد اوصاف کی مالک تھیں۔بہت نیک اور ملنسار غریب پرور ہمسایوں سے حسن سلوک کرنے والی نیک سیرت خاتون تھیں۔نظام خلافت اور نظام جماعت سے بے انتہا محبت کرنے والی پنجوقتہ نمازوں کی پابند، مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہنے والی تھیں۔خاندان حضرت مسیح موعودؑ کیلئے آپ کے دل میں بہت ادب و احترام تھا۔

یتیم بچیوں کی اپنے گھر میں پرورش کے ساتھ ساتھ ان کی احسن طریق پر تعلیم و تربیت و شادی کے جملہ فرائض سرانجام دیتی رہیں۔۱۹/جولائی کو ہی بعد نماز عصر جنازہ گاہ میں آپکی نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

(ادارہ)

لکھنؤ میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے احباب جماعت لکھنؤ کو رمضان کے مبارک مہینہ میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا کی۔قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق اس ماہِ مبارک میں احباب جماعت کمر بستہ رہے دیگر فرائض عبادات کے علاوہ نوافل کی ادائیگی کی طرف بھی خصوصی دھیان اور توجہ رہی خاص کر نماز تراویح کی باقاعدگی کے ساتھ ادائیگی کے علاوہ بعد نماز فجر درس القرآن کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

نماز تراویح پڑھانے کی سعادت محترم مولانا مقصود احمد بھٹی صاحب زونل امیر کے علاوہ مولوی رضوان احمد صاحب، مکرم مولوی سہیل احمد صاحب خاکسار سید قیام الدین برق مبلغین سلسلہ کو ملی فالحمد للہ علی ذلک۔

رمضان کے اختتام پر ۲۰ اگست کو احمدیہ مسجد لکھنؤ میں ٹھیک دن کے دس بجے مولانا مقصود احمد بھٹی صاحب نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ دیا۔لکھنؤ شہر کے گردونواح سے ایک معقول تعداد میں احمدیوں کی شرکت کی وجہ سے کافی رونق اور چہل پہل رہی۔نماز کی ادائیگی کے بعد مہمانان کرام کی تواضع کی گئی۔موسم خوشگوار ہونے کی وجہ سے تمام پروگرام خیریت کے ساتھ ہوئے۔

(سید قیام الدین برق۔مبلغ دعوۃ الیٰ اللہ بھارت)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

کسی بھی ملک کے باسی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اپنے ملک کے ساتھ حقیقی وفاداری اور اخلاص کا تعلق ہو۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا نے ہر قسم کی سرکشی اور بغاوت سے منع کیا ہے۔ خواہ وہ ملک کے خلاف ہو یا حکومت کے خلاف ہو۔

(کوبلنز کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں منعقدہ تقریب میں اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری کے موضوع پر حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب اور مجلس سوال و جواب)

مسجد بیت الطاہر کا وزٹ۔ فیملی ملاقاتیں۔ نماز جنازہ۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور رضا کار کارکنان جلسہ سے خطاب میں اہم ہدایات۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

قسط: چہارم

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

30 مئی 2012ء بروز بدھ

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

کوبلنز کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں تقریب

آج جرمنی کے شہر Koblenz میں وہاں کے ملٹری ہیڈکوارٹر (Military Head Quarters) کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک تقریب (Reception) کا اہتمام کیا گیا تھا۔ آرمی کے اس ہیڈکوارٹر میں انرلیڈرشپ (Inner Leadership) کا بھی سنٹر ہے اور پالیسی میکرز سنٹر فار آرمڈ فورسز بھی ہے۔

بیت السبوح (فرینکفرٹ) سے کوبلنز کا فاصلہ 130 کلومیٹر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نو بجکر پینتیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور کوبلنز کے لئے روانگی ہوئی۔

دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ملٹری ہیڈکوارٹر پہنچے۔ جہاں جرمن آرمی کے سینئر افسران نے باہر آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا گاڑی کے پاس استقبال کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ یہ افسران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پورے اعزاز کے ساتھ عمارت کے اندر لے گئے اور وہاں پہلے سے منتظر بریگیڈیئر جنرل Bach نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بریگیڈیئر جنرل Bach اور اس کے ساتھی افسران سے گفتگو فرمائی۔ حضور انور کی خدمت میں وزیٹر بک پیش کی گئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں لکھا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

’’مجھے یہاں آ کر بہت خوشی ہوئی ہے اور میں کمانڈر صاحب اور تمام سٹاف کے عمدہ سلوک سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ اللہ آپ سب پر اپنا فضل کرے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر اپنا فضل نازل فرمائے‘‘۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کانفرنس ہال میں لے جایا گیا جہاں آرمی، فضائیہ اور نیوی کے مختلف Ranks کے آفیسرز موجود تھے۔ ان میں بریگیڈیئر جنرل، کرنل، ونگ کمانڈر، نیوی کے ایڈمرل، لیفٹیننٹ کرنل، میجر اور کیپٹن اور دیگر آفیسرز موجود تھے۔ سبھی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے اس ہیڈکوارٹر کے انچارج جنرل Bach نے تعارف کروایا اور حضور انور کی یہاں آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا کہ حضور انور وقت نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ جنرل صاحب نے آج کے اس پروگرام کا تعارف کروایا اور نیشنل امیر صاحب جرمنی، میئر صاحب کوبلنز شہر اور صدر جماعت کوبلنز کو بھی خوش آمدید کہا اور بعض سرکردہ افسران کا تعارف کروایا۔

جنرل صاحب نے سب مہمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ان سب کا آنا آپس کی دوستی کو واضح کر دیتا ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ Inter cultural Competence کا جرمنی میں بھی اور فوج کے لئے بھی ایک اہم کردار ہے۔ اس کی ضرورت خاص طور پر آج کے دنوں میں جو کہ گلوبلائزیشن (Globalization) کا زمانہ ہے مزید بڑھ گئی ہے۔ آج کل مختلف ممالک کے لوگ آپس میں ایک ہی ملک میں اکٹھے رہتے ہیں اور مختلف کلچر اور مذاہب کو آپس میں امن سے رہنا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے پروگرام ضروری ہوتے ہیں۔

کوبلنز میئر کا ایڈریس

جنرل Bach صاحب کے اس تعارفی ایڈریس کے بعد کوبلنز (Koblenz) شہر کے میئر Prof. Dr. Joachim Hofmann Gottig نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ میئر صاحب کا تعلق جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے اور موصوف گزشتہ ایک سال سے کوبلنز کے میئر ہیں۔

میئر صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے حضور انور کو، جنرل Bach کو اور دوسرے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Koblenz تشریف لائے اور انہیں حضور انور کو کوبلنز شہر کی طرف سے استقبال کرنے کا موقع ملا۔

میئر صاحب نے بتایا کہ شہر کی انتظامیہ کے جماعت احمدیہ سے بہت اچھے تعلقات ہیں اور انہیں اس بات پر فخر ہے کہ بین المذہبی تعلقات بہت اچھے ہیں اور کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ یہ اس لئے ممکن ہے کیونکہ سب شہری قانون کی پابندی کرتے ہیں اور کوئی بھی کسی مذہب کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ میئر صاحب نے کہا آج کا یہ پروگرام ایک بار پھر واضح کر رہا ہے کہ تمام مذاہب کتنے امن اور محبت کے ساتھ آپس میں رہتے ہیں۔ آخر پر میئر نے ایک بار پھر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

میئر کے ایڈریس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے اپنے ایڈریس میں جماعت کے قیام اور تعارف اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گیارہ بجکر دس منٹ پر اپنا خطاب انگریزی زبان میں فرمایا۔

اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری کے موضوع پر حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا خطاب ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم‘‘ کے ساتھ شروع فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ پر اللہ کی سلامتی اور فضل نازل ہو۔ سب سے پہلے تو مَیں اس موقع پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے ہیڈکوارٹرز میں مدعو کیا اور مجھے کچھ کہنے کا موقع فراہم کیا۔

احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ کے طور پر میں چاہوں گا کہ میں اسلامی تعلیمات کے بارے آپ سے کچھ کہوں۔ تاہم یہ اس قدر وسیع موضوع ہے کہ ایک مختصر سے وقت کی نشست میں اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ میں اسلامی تعلیمات کے کسی ایک پہلو تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھوں اور اسی پر آپ سے کچھ کہوں۔ جب میں اس غور و فکر میں تھا کہ وہ کونسا پہلو ہو جس پر آج بات کی جائے تو اسی اثنا میں مجھے ہماری جرمنی کی جماعت کے امیر عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی درخواست پہنچی کہ میں ’اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری‘ کے عنوان پر خطاب کروں۔ ان کی اس تجویز نے میرے لئے فیصلہ کرنا آسان کر دیا۔ پس آج میں اسی تناظر میں اسلام کی تعلیمات کا مختصراً ذکر کروں گا۔

’’اپنے وطن سے وفاداری اور محبت‘‘ ایسے الفاظ کہنا اور سننا بہت آسان لگتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ چند الفاظ اپنے اندر معانی کی انتہائی وسعت اور گہرائی لئے ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ اصل میں کیا معنی رکھتے ہیں اور کن چیزوں کا تقاضا کرتے ہیں اس امر کا حقیقی ادراک حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ بہر حال اس مختصر سے وقت میں، مَیں کوشش کروں گا کہ اپنے وطن سے محبت اور وفاداری کے اسلامی تصور پر کچھ بات کروں۔

سب سے پہلے تو یہ **اسلام کا بنیادی اور اہم اصول ہے کہ ایک شخص کے قول اور فعل میں کسی بھی پہلو سے دوہرا پن یا منافقت نہیں ہونی چاہئے۔ حقیقی وفاداری ایک ایسا تعلق چاہتی ہے جو موافقت اور ہم آہنگی پر مبنی ہے۔** اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک انسان ظاہر میں جس بات کا اظہار کرے باطن میں بھی وہی چیز اس کے دل میں ہو۔ جب بات قومیت کی ہو تو یہ اصول اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ **کسی بھی ملک کے باسی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اپنے ملک کے ساتھ حقیقی وفاداری اور اخلاص کا تعلق ہو۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ اس ملک کا پیدائشی باشندہ ہے یا اس نے وہ شہریت بعد میں امیگریشن یا کسی اور وجہ سے حاصل کی ہے۔**

وفاداری ایک بہت بڑی خوبی ہے اور خدا کے انبیاء وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کا سب سے اعلیٰ اظہار کرتے ہیں اور اس کے انتہائی بلند معیار باندھتے ہیں۔ ان کا اپنے خدا سے تعلق اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ ان کی توجہ کا محور اس کے احکام ہوتے ہیں اور وہ اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کس طرح ان پر مکمل طور پر عمل کیا جا سکے۔ اس بات سے ان کے اپنے خدا سے تعلق کا اور کامل وفاداری کا اظہار ہوتا ہے اور ان کی وفا کے اسی معیار کو ہمیں اپنے لئے بطور نمونہ سامنے رکھنا چاہئے۔

تاہم اس بارے میں مزید آگے جانے سے پہلے اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ وفاداری سے اصل میں مراد کیا ہے؟ **اسلام کی تعلیم کے مطابق وفاداری کا اصل مطلب یہ ہے کہ انسان ہر سطح پر اپنے عہد و پیمان کو کامل طور پر پورا کرے خواہ کیسی ہی مشکل صورتحال کیوں نہ ہو۔** یہ وفاداری کا وہ معیار ہے جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ وہ اپنے تمام عہدوں کے بارے میں جوابدہ ہوں گے۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے تمام عہدوں کا ایفاء کریں۔ اُن عہدوں کو بھی جو انہوں نے خدا سے کئے ہیں اور اسی طرح دوسرے اہم معاملات میں کئے گئے عہدوں کو بھی وہ پورا کریں۔

یہاں پر **ایک سوال اٹھ سکتا ہے کہ مسلمان تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا اور اس کا دین ہی ان کے لئے سب سے مقدم چیز ہے تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خدا سے وفاداری کا عہد ان کی سب سے پہلی ترجیح ہوگی اور وہ خدا سے باندھے گئے وعدے کو ہی ہر لحاظ سے فوقیت دیں گے**۔ لہٰذا یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے ملک سے وفاداری اور اس کا اولوالامر کی اطاعت کا عہد اس کے لئے ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ملک کے ساتھ وابستگی کا عہد ضرورت پڑنے پر توڑ سکتا ہے۔

اس کا جواب دینے کے لئے مَیں آپ کو پہلے یہ بتانا چاہوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ ملک سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ **یعنی سچی حب الوطنی ایمان کا حصہ ہے اور خدا اور اسلام سے محبت اپنے اندر اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان اپنے ملک سے بھی محبت کرے**۔ چنانچہ یہ بات بہت بدیہی ہے کہ خدا سے محبت اور اپنے وطن سے محبت کرنے کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ وطن سے محبت کو تو ایمان کا حصہ قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ بہت واضح امر ہے کہ ایک مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے وطن سے وفاداری کا اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ اس کا اپنے خدا تک پہنچنے کا اور اس کے نزدیک ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ بات ناممکن ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے خدا سے محبت اس کے اپنے وطن سے محبت اور اخلاص رکھنے میں کسی قسم کی روک پیدا کرتی ہو۔

افسوس کہ بعض ممالک میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں مذہبی حقوق پر قدغنیں لگائی جاتی ہیں یا انہیں مکمل طور پر سلب کیا جاتا ہے۔ تو اس صورتحال میں ایک مختلف **سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی حکومتوں کے ہاتھوں ظلم کا نشانہ بنتے ہیں وہ کس طرح اپنے ملک کے ساتھ محبت اور وفاداری کا تعلق استوار کر سکتے ہیں؟** بات کو مزید واضح کرنے کے لئے میں بتا تا چلوں کہ پاکستان میں بعینہٖ یہی حالات ہیں جہاں حکومت نے ہماری جماعت کے خلاف قانون سازی کی ہوئی ہے اور پھر ان احمدیہ مخالف قوانین کا نفاذ بھی جاری ہے۔ لہٰذا پاکستان میں تمام احمدی مسلمان قانوناً غیر مسلم قرار دیئے جاچکے ہیں اور وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ پاکستان میں احمدی، مسلمانوں کی طرح عبادت نہیں کر سکتے یا کوئی اور ذریعہ یا عمل اختیار نہیں کر سکتے جس سے یہ عیاں ہو کہ وہ مسلمان ہیں۔ یعنی خود ریاست نے ہمارے افراد جماعت کو ان کے بنیادی مذہبی حقوق سے محروم کیا ہوا ہے۔ ان حقائق کو ذہن میں رکھتے ہوئے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس طرح احمدی ملک کے قانون پر عمل کر سکتے ہیں اور ملک کے ساتھ وفاداری نبھا سکتے ہیں؟

یہاں میں اس امر کی وضاحت کردوں کہ جب ایسے انتہائی حالات پیدا ہوتے ہیں تو پھر ملک کا قانون اور اس سے وفاداری کا تعلق دو علیحدہ چیزیں بن جاتی ہیں۔ ہم احمدی اس بات کو مانتے ہیں کہ مذہب کسی فرد کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے اور دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ پس جب قانون اس بنیادی حق میں دخل اندازی کرنے لگے تو یقیناً یہ انتہائی ظلم اور بربریت ہے۔ ریاست کی طرف سے کیا جانے والا یہ ظلم جو ہر زمانے میں ہی ہوتا رہا ہے، اس کی اکثریت نے ہمیشہ ہی مذمت کی ہے۔ اگر ہم یورپ کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس براعظم میں بھی مذہب کے نام پر ظلم کو روا رکھا گیا جس کے نتیجہ میں ہزارہا لوگوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک ہجرتیں کرنی پڑیں۔ تمام سلیم الفطرت مؤرخین، حکومتوں اور لوگوں نے ایسے عمل کو ظلم اور بربریت ہی قرار دیا۔ ایسے حالات میں **اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جب ظلم اپنی تمام حدود کو توڑ دے اور برداشت کی حد ختم ہونے لگے تو ایسے میں انسان کو وہ شہر، وہ ملک چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جانا چاہئے جہاں وہ اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کرسکتا ہو۔ مگر اس تعلیم کے ساتھ ہی اسلام یہ بھی بتلاتا ہے کہ خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے یا پھر ملک کے خلاف کسی خفیہ سازش کا حصہ بنے**۔ یہ اسلام کی بڑی واضح اور دوٹوک تعلیم ہے۔

انتہائی ظلم وستم کے باوجود لاکھوں احمدی پاکستان میں رہ رہے ہیں اور ایک مسلسل ناروا امتیازی سلوک اور ایسی بربریت کے ساتھ جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں ان کے ساتھ جاری ہے، احمدی اپنے ملک کے ساتھ مکمل وفاداری اور اخلاص کا رشتہ جوڑے ہوئے ہیں۔ جس شعبہ میں بھی وہ ہوں اور جہاں بھی وہ ہوں وہ اپنے ملک کی ترقی اور کامیابی کے لئے مسلسل مصروف کار رہیں۔

کئی دہائیوں سے مخالفین احمدیت یہ الزام لگا رہے ہیں کہ احمدی اپنے ملک سے وفادار نہیں۔ مگر وہ ان الزامات کو کبھی ثابت نہیں کر سکے اور نہ ہی ان کا کوئی ثبوت دے سکے ہیں۔ اس کے برخلاف حقیقت یہ ہے کہ جب بھی پاکستان کے لئے، ملک کے لئے قربانی دینے کا موقع آیا تو احمدی مسلمان ہمیشہ اگلی صفوں پر کھڑے ہوئے اور وہ اپنے ملک کے لئے ہر قربانی کے لئے ہمیشہ مستعد ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ خود قانون کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، یہ احمدی مسلمان ہی ہیں جو سب سے بڑھ کر ملک کے قانون کی پاسداری کرتے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ وہ حقیقی مسلمان ہیں اور حقیقی اسلام پر عمل کرتے ہیں۔

وفاداری کے ضمن میں قرآن مجید کی ایک اور تعلیم یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ایسی تمام چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے جو غیر شریفانہ اور ناپسندیدہ ہوں اور اپنے اندر سرکشی کا کوئی انداز رکھتی ہوں۔

اسلام کی تعلیمات کا خوبصورت اور امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ صرف انتہائی حالتوں تک ہماری توجہ مبذول نہیں کرواتا بلکہ یہ ان معمولی چیزوں میں بھی ہمیں خبردار کرتا ہے جو آگے چل کر انسانیت کے لئے تباہی کا زینہ بنتی ہیں۔ پس اگر اسلام کی تعلیمات پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو تمام معاملات کو بے قابو ہونے سے پہلے شروع میں ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا ایشو جو ملک کو انتہائی نقصان پہنچا سکتا ہے وہ افراد میں پیسے کی ہوس ہے۔ اکثر لوگ مادی خواہشات میں اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ یہ خواہشات بے قابو ہو جاتی ہیں اور لوگوں کو خیانت کی طرف لے جاتی ہیں۔ آخر کار ان کا نتیجہ اپنے ہی ملک کے خلاف بغاوت کی صورت میں نکلتا ہے۔

میں اس کی مزید وضاحت کردوں۔ عربی لفظ ''بَغیٰ'' ایسے لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو اپنے ہی ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو غلط کام کرتے ہیں یا دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو دھوکہ دہی میں ملوث ہوں اور چیزوں کو غیر قانونی اور غلط ذرائع سے حاصل کریں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو تمام حدوں کو توڑ دیں اور فساد اور نقصان کریں۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایسے لوگ جو اس طرح کے اعمال کریں ان کے بارے میں یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ اخلاص کے ساتھ معاملات کریں گے کیونکہ اخلاص اور وفاداری اعلیٰ درجہ کی اخلاقی اقدار ہیں اور اعلیٰ اخلاقی اقدار اخلاص کے بغیر کچھ نہیں اور اسی طرح اخلاص اعلیٰ اخلاقی اقدار کے بغیر کچھ نہیں۔ یہ بات بجا ہے کہ مختلف لوگوں کے نزدیک اعلیٰ اخلاقی اقدار کا تصور مختلف ہوگا۔ مذہب اسلام کا دارومدار حصول رضائے الٰہی پر ہے اور وہ اپنے پیروکاروں کو یہی تعلیم دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے اعمال بجالائیں جو اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ مختصراً یہ کہ **اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا نے ہر قسم کی سرکشی اور بغاوت سے منع کیا ہے خواہ وہ ملک کے خلاف ہو یا حکومت کے خلاف ہو**۔ ایسا اس لئے ہے کہ بغاوت یا ریاست کے خلاف کام کرنا ملک کے امن اور استحکام کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ جہاں بھی اندرونی بغاوت اور اختلاف پیدا ہوتے ہیں وہاں بیرونی اختلافات کو بھی ہوا ملتی ہے اور بیرونی عناصر کو حوصلہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھائیں۔ پس اپنے ملک سے بے وفائی کے نتائج انتہائی خطرناک اور بھیانک نکل سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ چیز جو ملک کو نقصان پہنچائے وہ ''بغی'' کے اس مفہوم میں شامل ہے جو میں نے بیان کئے ہیں۔ ان چیزوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے وطن سے وفاداری ایک شخص سے برداشت مانگتی ہے اور تقاضا کرتی ہے کہ وہ اخلاقیات کا مظاہرہ کرے اور ملک کے قوانین کی پاسداری کرے۔

عام تناظر میں اگر بات کی جائے تو آجکل نئے دَور میں اکثر حکومتیں جمہوری طریق پر قائم ہیں۔ لہٰذا اگر کسی فرد یا گروہ کو حکومت کی تبدیلی مقصود ہے تو انہیں اپنے مؤقف کا اظہار بیلٹ باکس (Ballot Box) کے ذریعے کرنا چاہئے اور ووٹ بھی ذاتیات کی وجہ سے یا ذاتی اغراض کی وجہ سے نہیں ڈالنا چاہئے **بلکہ اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ ووٹ وطن کی محبت اور اخلاص کی وجہ سے ڈالا جائے۔ ایک شخص کو ووٹ اپنے ملک کی بہتری کو مدنظر رکھ کر ڈالنا چاہئے نہ کہ اپنی ترجیحات کو بنیاد بنا کر ووٹ ڈالا جائے یا ایسے فرد یا پارٹی کو ووٹ ڈالا جائے جن سے ذاتی منفعت وابستہ ہو۔ بلکہ ایک شخص کو ووٹ ڈالنے کا فیصلہ انتہائی مناسب طور پر کرنا چاہئے جہاں وہ یہ دیکھے کہ کونسا امیدوار یا پارٹی ملک کی مجموعی ترقی کے لئے بہتر ہوگی**۔ حکومت ایک اہم ذمہ داری ہے اور اسے اسی پارٹی کو سونپنا چاہئے جس کے متعلق ووٹ ڈالنے والا دیانتداری سے سمجھتا ہے کہ وہ اس کی صحیح معنوں میں اہل ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 59 میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ امانت اُن کو دو جو اس کے اہل ہیں اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا ہو تو انصاف اور دیانتداری کے ساتھ کیا جائے۔ ملک سے اخلاص اس بات کا متقاضی ہے کہ حکومت ان لوگوں کو دی جائے جو اس کو چلانے کے اہل ہیں تا کہ قوم ترقی کر سکے اور اقوام عالم میں نمایاں ہو سکے۔

دنیا میں اکثر جگہوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ حکومتی پالیسیوں کے خلاف ہڑتالوں میں شامل ہوتے ہیں بلکہ تیسری دنیا میں ہڑتال کرنے والے توڑ پھوڑ پر اتر آتے ہیں اور ریاستی اور پرائیویٹ انفرادی املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ **گو کہ ایسا کرنے والے یہ سب کچھ محبت کے نام پر کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا وطن سے محبت اور وفاداری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ جہاں ہڑتال بظاہر پُرامن طریق پر ہو اور کسی قسم کا غیر قانونی حربہ نہ بھی استعمال ہوا ہو پھر بھی اس کے اثرات بہت منفی ہوتے ہیں۔ کیونکہ پُرامن ہڑتال بھی اکثر ملک کی معیشت کو کروڑوں کا نقصان پہنچاتی ہے**۔ اس قسم کے رجحان کو کسی بھی طرح وطن کے ساتھ اخلاص کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

بانی جماعت احمدیہ کا بتلایا ہوا یہ زرّیں اصول ہے کہ ہر حال میں ہمیں اللہ، اس کے رسول اور حاکم وقت کی اطاعت کرنی ہوگی۔ بلکہ مجھے کہنا چاہئے کہ یہ وہی تعلیم ہے جو قرآن نے ہمیں دی ہے۔ **جہاں ملک میں قانونی طور پر ہڑتال اور احتجاج کی اجازت ہو بھی تب بھی یہ صرف اسی حد تک ہونے چاہئیں جہاں تک یہ ملک اور اس کی معیشت کے لئے نقصان دہ اور ضرر رساں نہ ہوں۔**

ایک اور سوال جو اکثر اٹھتا ہے کہ کیا مسلمان کسی مغربی ملک کی فوج میں شامل ہوسکتے ہیں اور کیا وہ کسی ایسی فوجی مہم کا حصہ بن سکتے ہیں جو کسی اسلامی ملک کے خلاف ہو؟

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کسی شخص کو ظلم اور تعدی میں ساتھ نہیں دینا چاہئے اور یہ بنیادی حکم ہر مسلمان کے ذہن میں واضح ہونا چاہئے۔ جہاں ایک مسلم ملک پر حملہ کیا جائے کہ اس نے خود ظلم اور ناانصافی کی راہ پر چلتے ہوئے زیادتی کی طرف پہلے قدم بڑھایا ہے تو ان حالات میں قرآن مسلم حکومتوں کو پابند کرتا ہے کہ وہ ظالم کا ہاتھ روکیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ظلم کو روکیں اور امن قائم کریں اور ان حالات میں ظلم کو بند کروانے کے لئے کوئی قدم اٹھانا جائز ہے۔ مگر جب وہ قوم جو زیادتی کر رہی تھی وہ اپنی اصلاح کرلے اور امن اختیار کرلے تو پھر اس ملک اور اس کے باسیوں کا مختلف حیلے بہانوں سے استحصال نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں ان کی قومی آزادی دے دینی چاہئے تا کہ فوج اور قوم مل کر امن کو قائم رکھیں نہ کہ کسی کے مذموم مقاصد کی تکمیل کی جائے۔ اسی طرح **اسلام تمام ممالک کو خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ظلم اور زیادتی کو روکنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس طرح اگر ضرورت ہو تو غیر مسلم ممالک ان حقیقی اغراض کے لئے مسلم ملک پر حملہ کر سکتے ہیں اور اسی طرح مسلم اور غیر مسلم ممالک کی افواج ان دوسرے غیر مسلم ممالک کی افواج کے ساتھ شامل ہوسکتے ہیں تا کہ اس ملک کو ظلم سے باز رکھا جائے**۔ جہاں پر ایسے حالات ہوں تو مسلمان فوجیوں کو خواہ وہ کسی بھی مغربی فوج کا حصہ ہوں، انہیں احکام ماننے چاہئیں اور اگر جنگ میں

لڑنا پڑے تو لڑنا چاہئے تا کہ امن قائم کیا جا سکے۔

تاہم اگر فوج کسی دوسرے ملک پر ناانصافی کرتے ہوئے حملے کا فیصلہ کرتی ہے اور خود ظالم کا کردار ادا کرتی ہے تو مسلمان کو یہ حق ہے کہ وہ فوج چھوڑ دے کیونکہ ورنہ وہ ظالم کا آلۂ کار بنے گا۔ اس فیصلہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوگا کہ وہ اپنے ملک سے وفادار نہیں رہا بلکہ ان حالات میں اپنے ملک سے وفاداری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایسا قدم اٹھائے اور اپنی حکومت کو یہ مشورہ دے کہ وہ ان پستیوں میں نہ گرے جس میں دوسری وہ قومیں گری پڑی ہیں جو ظلم کی راہ کو اپناتی ہیں۔ اگر فوج میں شمولیت لازمی ہو اور اسے چھوڑا نہ جا سکے مگر اس کا ضمیر مطمئن نہ ہو تو اس مسلمان کو ملک چھوڑ دینا چاہئے مگر وہ ملک کے قانون کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتا۔ اسے ملک چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ **ایک مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ایک ملک میں شہری بن کر بھی رہے اور ساتھ اس ملک کے خلاف کام بھی کرے یا مخالفوں کے ساتھ مل جائے۔**

پس یہ اسلامی تعلیم کے چند پہلو ہیں جو تمام سچے مسلمانوں کی ان کے وطن سے حقیقی وفاداری اور محبت کے تقاضوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اس مختصر سے وقت میں مَیں اس موضوع کو محض چُھو ہی پایا ہوں۔

مَیں کہنا چاہوں گا کہ آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے۔ انسان باہم بہت جڑ گئے ہیں۔ تمام قوموں، ادیان اور تہذیبوں کے لوگ ہر ملک میں ملتے ہیں۔ **پس تمام قوموں کے سربراہان کو چاہئے کہ وہ سب لوگوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔ تمام لیڈروں اور ان کی حکومتوں کو چاہئے کہ وہ ایسے قوانین بنانے کی کوشش کریں جو سچائی اور انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنے والے ہوں بجائے اس کے کہ ایسے قوانین وضع کئے جائیں جو لوگوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے کا باعث بنیں اور ایسا کرنے کا بہترین طریق یہی ہے کہ دنیا اپنے خالق کو پہچانے۔** ہر قسم کی وفاداری خدا سے وفاداری سے مربوط ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنی آنکھوں سے تمام قوموں کے لوگوں کو اعلیٰ معیار کی وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ امن اور استحکام کی نئی شاہراہیں تمام دنیا میں کھل جائیں گی۔

تقریر ختم کرنے سے پہلے مَیں ایک مرتبہ پھر اس موقع کو آپ سب کے شکریہ کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی اور میری باتیں سنیں۔ خدا آپ سب پر فضل نازل کرے۔ خدا جرمنی پر فضل نازل کرے۔ آپ کا بہت شکریہ۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب گیارہ بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔

سوال وجواب

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

❁......ایک آفیسر نے سوال کیا کہ **جرمنی میں احمدیوں کا Acceptence سٹیٹس کیا ہے؟**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر وہ احمدی مراد ہیں جو کافی لمبے عرصے سے ادھر رہ رہے ہیں اور جنہیں نیشنیلٹی کا حق دیا گیا ہے یا ایسے ہیں جو ادھر جرمنی میں پیدا ہوئے ہیں تو انہیں بھی اسی طرح Accept کرنا چاہئے جس طرح جرمنی ملک کے لوگوں کو Accept کیا جاتا ہے اور اگر جماعت احمدیہ کی بطور مذہب Acceptence کی بات ہے تو یہ ایک درست اور جائز بات ہے۔

پھر وہ احمدی ہیں جن پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ احمدی پاکستان سے جرمنی ہجرت کرتے ہیں اور جرمن حکومت انہیں ان مظالم کی وجہ سے قبول کرتی ہے اس لئے وہ ان کے مذہب کو بھی قبول کرتی ہے۔

❁......سوال کے ایک دوسرے حصہ کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا:

جو مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ تو ہمیں صحیح نہیں سمجھتے۔ اس لئے ہمارے احمدی ملک کے کسی ادارہ میں کام نہیں کرسکتے۔ یا فوج میں کوئی فریضہ ادا نہیں کرسکتے۔ تو یہ تو آپ ہی کا معاملہ ہے کہ آپ انصاف کر رہے ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب تو آپ کی حکومت نے ہی دینا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کریں گے کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے دباؤ میں آجائیں گے یا نہیں۔ حکومت کو سوچنا چاہئے کہ وہ کس طرح انصاف قائم کرسکتی ہے اور احمدیوں کو ان کے حقوق دلاسکتی ہے۔

❁......ایک آفیسر کے اس سوال کے جواب میں کہ **آپ کی جماعت کے کتنے افراد جرمن فوج میں ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس کی مجھے کوئی معلومات نہیں۔ یہ جماعت کے افراد کی مرضی ہے کہ وہ کس میدان میں جانا چاہتے ہیں اور جس طرح میں دیکھ رہا ہوں۔ یہاں بھی ایک احمدی نوجوان بیٹھا ہے جو فوج میں ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ وفادار ہوگا۔

❁......ایک آفیسر نے سوال کیا کہ **جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ پاکستانی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ کبھی ایک خلیفہ کسی دوسرے ملک کا ہو جیسے فرنچ یا جرمن یا برٹش؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ ضروری نہیں ہے لیڈر یا خلیفہ جماعت کے ممبران سے چنا جاتا ہے۔ ایک کمیٹی ہوتی ہے جن میں ممالک کے امراء اور چند مبلغین اور چند دوسرے افراد ہوتے ہیں وہ خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس میں کوئی پابندی نہیں کہ خلیفہ پاکستانی احمدیوں میں سے ہو۔ ایک وقت آسکتا ہے کہ خلیفہ افریقہ سے ہو، افریقن ہو یا یورپین یا کوئی اور۔ یہ اللہ کی مرضی ہی ہے۔ اللہ ہی کمیٹی کے ممبران کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ کس کو چنیں۔ اس بات کا ذاتی تجربہ بہت سے لوگ آپ کو بیان کرسکتے ہیں۔ قانون کے مطابق تو کوئی پابندی نہیں ہے۔

❁......**ایک آفیسر نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کی حکمت عملی اور مقصد کیا ہے؟**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے خود مسیح موعود اور مہدی اس زمانے کے امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے آنے کے دو مقاصد بیان کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ مخلوق کو اس کے پیدا کرنے والے سے ملانا، انسان اپنے خدا کو پہچانے اور دوسرا یہ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔ پہلا حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ اس لئے ہم صرف اسلام کا پیغام ہی نہیں پہنچا رہے، اسلام کی تبلیغ ہی نہیں کر رہے بلکہ ہم میدان عمل میں بھی کام کر رہے ہیں۔ ہم نے کئی ممالک میں ہسپتال بنوائے ہیں اور سکول بنوائے ہیں اَور بھی انسانیت کے فائدہ کے لئے بہت سے کام کئے ہیں۔ ہم نے افریقہ کے دور دراز ریموٹ علاقوں میں Model Village کا پراجیکٹ شروع کیا ہے جہاں ہم غریب لوگوں کے لئے سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی مہیا کر رہے ہیں۔ پینے کے لئے پانی مہیا کرنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ کیونکہ افریقہ میں ان لوگوں کو پینے کا پانی حاصل کرنے کے لئے میلوں میل چلنا پڑتا ہے۔ پھر اس ماڈل ویلج میں گرین ہاؤس بھی بنائے جا رہے ہیں اور کمیونٹی سنٹر بھی ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ اب ہم نے یہ پراجیکٹ افریقہ کے بہت سے ملکوں میں شروع کروایا ہے اور یہ سب کچھ صرف کسی احمدی گاؤں میں ہی نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ ہم محض انسانی ہمدردی کی بنا پر بغیر کسی مذہب وملت، رنگ ونسل کے فرق کے یہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ پس یہ ہمارے بڑے مقاصد ہیں۔

❁......**ایک آفیسر نے یہ سوال کیا کہ کیا نیشنل یا انٹرنیشنل سطح پر کوئی پینل موجود ہے جہاں مختلف اسلامی فرقوں کے سربراہ ملیں اور اپنے اختلافات پر بحث کرتے ہوں؟**

حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ احمدیہ مسلم جماعت انتہا پسند مسلمانوں کے نزدیک تسلیم نہیں کی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سچے اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کریں گے اور اس وقت وہ موعود شخص آئے گا۔ وہ موعود شخص ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جنہوں نے حقیقی اسلامی تعلیم پیش کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں تو صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم انسانوں تک پہنچائیں۔ اس لئے ہم صرف مسلمانوں کو ہی دعوت نہیں دیتے ہیں بلکہ دوسرے مذاہب کو بھی دعوت دیتے ہیں۔ سوال وجواب کے اس پروگرام کے بعد چائے اور ریفریشمنٹ کے دوران بھی مختلف آفیسرز حضور انور کے پاس آتے رہے اور حضور انور از راہ شفقت ان سے گفتگو فرماتے اور ان کے مختلف سوالات کے جوابات عطا فرماتے۔ یہ سلسلہ پونے ایک بجے تک جاری رہا۔

مسجد بیت الطاہر کے لئے روانگی

بعد ازاں پروگرام کے مطابق یہاں سے مسجد بیت الطاہر کوبلنز کے لئے روانگی ہوئی۔ جنرل Bach حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو باہر گاڑی تک چھوڑنے آئے اور حضور انور کو الوداع کیا۔

دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الطاہر میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت کوبلنز (Koblenz) کی ایک کثیر تعداد نے جن میں مرد وخواتین اور بچے شامل تھے اپنے پیارے آقا کو پُرجوش نعروں کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ بچوں اور بچیوں نے مختلف گروپس میں کورس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ مسجد بیت الطاہر کے بیرونی احاطہ کو رنگارنگ جھنڈیوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران 23 مئی 2004ء کو فرمایا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت کوبلنز شیخ ظفر محمد صاحب، مربی سلسلہ کوبلنز سید حسن طاہر بخاری صاحب اور ریجنل امیر کوبلنز ناصر احمد بشیر صاحب نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مسجد بیت الطاہر کے اندر تشریف لے گئے۔ حضور انور نے مسجد سے ملحقہ بعض حصوں کا معائنہ بھی فرمایا۔ لائبریری کے معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ یہاں کتابوں کے مکمل سیٹ نہیں ہیں۔ کتابوں کے مکمل سیٹ منگوا کر رکھیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ دو بجے حضور انور نے مسجد بیت الطاہر کوبلنز میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت جماعت کوبلنز کے تمام ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ نے گروپ کی صورت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا اور قافلہ واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانہ ہوا۔ چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

کونسلر کی ملاقات

پروگرام کے مطابق چھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں ایک ملک کے کونسلر اپنے سٹاف کے دو ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں سات بجکر دس منٹ پر فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج جرمنی کی 36 جماعتوں سے آنے والی 36 فیملیز کے 166 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ جرمنی کی ان فیملیز کے علاوہ پاکستان، سعودی عرب، آسٹریا، فرانس، آسٹریلیا، سپین اور

سویڈن سے آنے والی 9 فیملیز کے 34 افراد نے بھی ملاقات کا شرف پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نماز جنازہ

ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر مکرمہ بشریٰ افضل صاحبہ اہلیہ محمد افضل صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ نے 25 مئی 2012ء کو جرمنی میں وفات پائی تھی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ ٹھیکیدار علم دین صاحب آف ربوہ کی بیٹی تھیں۔

جنازہ حاضر کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

مکرمہ بشریٰ سلام صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب مرحوم آف ربوہ۔ مرحومہ نے 13 مئی 2012ء کو وفات پائی۔ عمر 74 سال تھی۔ مرحومہ چوہدری عبدالسلام صاحب مرحوم جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے باڈی گارڈ تھے، کی اہلیہ تھیں۔ ان کے ایک بیٹے عبدالحفیظ شاہد صاحب مربی سلسلہ وکالت اشاعت لندن ہیں۔

مکرمہ صدیقہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم غلام حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ ملہو کے ضلع نارووال آپ نے 27 مئی 2012ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پائی۔ مرحومہ کے ایک بیٹے ناصر احمد مغل صاحب مربی سلسلہ کازان (رشیا) میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

مکرم سعید احمد طاہر صاحب ابن مکرم نعیم احمد طاہر صاحب آف جرمنی۔ آپ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 3 مئی 2012ء بعمر 32 سال جرمنی میں وفات پاگئے۔ مرحوم، مکرم نعیم احمد طاہر صاحب صدر قضاء بورڈ جرمنی کے صاحبزادے تھے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج Friedberg کے مقامی لوکل اخبار Wetterauer Zeitung نے مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر تفصیل کے ساتھ دی۔

مقامی اخبار میں
مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر

اخبار کا تعارف۔ اخبار Wetterauer Zeitung لوکل اخبار ہے جو Giessen سے لے کر Frankfurt تک پڑھی جاتی ہے۔ یہ اخبار روزنامہ ہے۔

خبر بموقع سنگ بنیاد

دارالامان Friedberg

"خلیفہ مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے آئے"

29 مئی 2012ء کے دن کو جماعت احمدیہ Friedberg کے 400 افراد بہت لمبا عرصہ تک یاد رکھیں گے۔ اس جمعرات کے دن صرف مسجد کے لئے سنگ بنیاد ہی نہیں رکھا گیا بلکہ مہمان کے طور پر حضرت مرزا مسرور احمد بھی موجود تھے جو جماعت احمدیہ کے، جن کی تعداد دنیا بھر میں کئی لاکھ ہے، مذہبی لیڈر ہیں۔

محمد داؤد مجوکہ صاحب نے جو جماعت احمدیہ جرمنی کے Spokesman ہیں، کہا کہ ہمارے لئے یہ دورہ اسی طرح ہے کہ جس طرح کیتھولکس کے لئے پوپ کا دورہ ہوتا ہے۔ مقامی علاقے کی پولیس بھی موجود تھی۔ جماعت احمدیہ کے مذہبی لیڈر کا استقبال وحید احمد قمر (صدر جماعت Friedberg)، عبداللہ واگس ہاؤزر (امیر جماعت احمدیہ جرمنی) اور میئر Michael Keller نے کیا۔ حضور انور ٹینٹ میں تشریف لائے جو مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ خواتین اور بچے یہ کارروائی سکرین کے ذریعہ دیکھ رہے تھے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور ساتھ اردو اور جرمن ترجمہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد واگس ہاؤزر صاحب نے شہر کا تعارف پیش کیا جس میں عیسائی گرجوں اور یہودیوں کے معابد کا بھی ذکر کیا۔

اس کے بعد میئر صاحب نے خوش آمدید کہا۔ میئر نے کہا کہ مسجد کو اب گھروں کے پیچھے چھپا نہیں رہنے دینا چاہئے۔ ہر جماعت کو ایک گھر کی ضرورت ہوتی ہے، گھر کے بغیر ایک جماعت کا جینا مشکل ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ ایک امن کی جگہ بن رہی ہے۔ احمدیہ مسجد تعمیر ہو رہی ہے اور یہ کہ مسجد ایک Industrial Area میں بنانی پڑ رہی ہے۔ آخر پر میئر صاحب نے جماعت کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ اپنے پیغام کو شہر تک پہنچائیں۔

اس کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ آپ نے جماعت اور شہر کے اچھے تعلقات ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیہ جماعت کی بنیاد اسلام کی پیاری تعلیم پر ہے جو اخوت، پیار اور بھائی چارہ ہے۔ مسجد کے بننے سے احمدیہ جماعت مزید متعارف ہوگی۔ آگے آپ نے فرمایا کہ احمدیوں کو احتیاط سے رہنا ہوگا تاکہ لوگ دیکھیں کہ اسلامی تعلیم کتنی خوبصورت ہے۔ حضور نے اپنی تقریر کے آخر پر فرمایا کہ اگر آپ Mr. Keller ہمیں اور پلاٹ دیں گے تو ہم اور مساجد بنائیں گے اور میں زیادہ آیا کروں گا۔

اس خبر کے آخر میں کچھ فگرز دی گئی ہیں جن میں مسجد کے بارہ میں فگرز بھی ہیں۔ اخبار میں تین تصاویر ہیں۔ پہلی تصویر میں حضور انور اور میئر صاحب سنگ بنیاد کے موقع پر کھڑے ہیں اور میئر صاحب اینٹ رکھ رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں حضور انور خطاب فرما رہے ہیں۔ تیسری تصویر میں بچیاں حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی ہیں۔

31 مئی 2012ء بروز جمعرات

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

جلسہ گاہ کے لئے روانگی

پروگرام کے مطابق آج جلسہ گاہ Karlsruhe کے لئے روانگی تھی۔ چھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور قافلہ شہر Karlsruhe کے لئے روانہ ہوا۔

بیت السبوح فرینکفرٹ سے Karlsruhe کا فاصلہ 160 کلومیٹر ہے۔ یہ جگہ جہاں جلسہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ K.Messe کہلاتی ہے۔ اس کا کل رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میٹر ہے اور اس کا Covered حصہ 70 ہزار مربع میٹر ہے۔ اس میں چار بڑے ہال ہیں اور یہ چاروں ہال ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔ ہر ہال 1250 مربع میٹر کا ہے اور ہر ہال میں کرسیوں پر بارہ ہزار افراد بیٹھ سکتے ہیں اور ہر ہال میں 18 ہزار سے زائد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان چاروں ہالوں سے ملحق 128 بیوت الخلا ہیں۔ یہاں دس ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ موجود ہے۔ یہاں دوران سال نیشنل اور انٹرنیشنل نمائشیں ہوتی ہیں اور مختلف کمپنیاں حصہ لیتی ہیں۔

اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہے اور اس شہر کے اردگرد پچاس کلومیٹر کے اندر اندر بارہ بڑی جماعتیں موجود ہیں۔

قریباً دو گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ تشریف آوری ہوئی۔ مکرم حافظ مظفر عمران افسر جلسہ سالانہ جرمنی نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا اور کارکنان نے بڑے ولولہ اور جوش سے نعرے بلند کئے۔

معائنہ انتظامات جلسہ

بعدازاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شروع ہوا۔

سب سے قبل 20 نائب افسران جلسہ سالانہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعدازاں حضور انور نے ان خدام اور کارکنان کو شرف مصافحہ سے نوازا جنہوں نے جلسہ کی تیاری کے لئے بہت محنت، لگن اور جذبہ سے کئی دن مسلسل دن رات کام کیا۔ ان میں سے اکثریت ان کارکنان کی تھی جو دوران سال پاکستان سے بالکل نئے آئے ہیں اور یہ ان کا پہلا جلسہ سالانہ ہے۔ وقار عمل کرنے والے ان احباب کی مجموعی تعداد پانچصد سے زائد تھی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شعبہ دعوت الی اللہ کے تحت لگائی جانے والی قرآن کریم کی نمائش کا وزٹ فرمایا۔ امسال اس نمائش میں کچھ نئے Features شامل کئے گئے تھے۔ جن میں خاص طور پر Touch Screens شامل تھیں۔ پہلی سکرین پر جماعت احمدیہ کی تاریخ دکھائی گئی تھی۔ دوسری سکرین احمدیت کے تعارف پر مشتمل تھی۔ جبکہ ایک سکرین پر ارکان دین اور ایک پر حج کے بارہ میں معلومات تھیں۔ ایک سکرین کے بارہ میں حضور انور کو بتایا گیا کہ اس میں جماعت جرمنی کی تاریخ کو Timeline کی صورت پر دکھایا گیا ہے تو اس پر حضور انور نے فرمایا آپ پوری دنیا کا تیار کریں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے MTA سٹوڈیو کا معائنہ فرمایا۔ منتظمین نے بتایا کہ امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق یہاں سے راہ ہدیٰ کا پروگرام بھی نشر ہوگا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا "ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے"۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے گئے جہاں مہمانوں کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے آئے جہاں مختلف شعبوں کے دفاتر قائم کئے گئے ہیں۔ شعبہ تعلیم، وصایا، رشتہ ناطہ، صنعت و تجارت، امانات اور شعبہ دعوت الی اللہ کے دفاتر کے سامنے سے گزرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شعبہ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے دفتر اور سٹال پر تشریف لے گئے اور اس شعبہ کے انچارج سے گفتگو فرمائی۔ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی افریقہ میں بینن، نائیجر، ٹوگو اور ساؤٹومے میں نمایاں خدمات بجالا رہی ہے۔ ان کے پراجیکٹ TV سکرین پر دکھائے جا رہے تھے۔ اس شعبہ کے تحت بینن میں قائم ہونے والے یتامیٰ کے لئے دارالاکرام کی تعمیر کے مناظر بھی دکھائے گئے۔ حضور انور نے مختلف امور کے بارہ میں انچارج صاحب سے گفتگو فرمائی۔

بعدازاں زیر تبلیغ افراد کے لئے رہائش مہیا کرنے کے دفتر کا بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔

شعبہ ضیافت کا دفتر بھی ادھر ہی تھا۔ جس کے ساتھ مختلف اشیاء کو سٹور کرنے کے لئے ایک بڑی جگہ مخصوص کی گئی تھی اور اس میں بہت ساری اشیاء سٹور کی جاچکی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس سٹور میں بھی تشریف لے گئے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ شعبہ MTA میں تشریف لے گئے اور اس کا معائنہ فرمایا۔ اس شعبہ کو بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر مزید آٹھ شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) آفس MTA Live (ii) ٹرانسمیشن۔ (iii) جلسہ کوریج۔ (iv) شعبہ سکرین۔ (v) شعبہ ٹیکنیکل امور۔ (vi) شعبہ MTA سٹوڈیو۔ (vii) شعبہ سٹال سمعی و بصری۔ (viii) شعبہ نمائش MTA

شعبہ MTA جرمنی نے گزشتہ سال ایک سیکنڈ ہینڈ ٹریلر حاصل کر کے ایک Mobile Production Unit تیار کیا تھا۔ اس میں دروازے، سیڑھیاں، ایئر کنڈیشنز، فرش، سکرینز لگانے کے لئے دیواروں پر فریم کی تیاری یہ سارا کام کارکنان نے خود انجام دیا۔

اس موبائل پروڈکشن یونٹ کی کل لمبائی 13.6 میٹر ہے۔ جبکہ چوڑائی 2.5 میٹر ہے اور اونچائی چار میٹر ہے۔ جبکہ اندر سے اونچائی تین میٹر ہے۔ یہ جلسہ سالانہ اور دیگر بڑے فنکشنز و اجتماعات کی تمام ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ڈیزائن کیا گیا ہے اور تمام ٹیکنیکل ضروریات مثلاً ایک سے زیادہ Setups کی ویڈیو اور آڈیو مکسنگ، MTA کے لئے تمام قسم کا ٹرانسلیشن کنٹرول، سکرین کنٹرول، You Tube اور ویب سٹریمنگ کے لئے مواد کو ڈیجیٹلائز کرنا، کیسٹس پر ریکارڈنگ اور مختلف قسم کی ویڈیو رپورٹس کا کمپیوٹرائزڈ Playout سسٹم، غرضیکہ ہر

ضرورت کو ہر لحاظ سے پورا کرتا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بک سٹال کا معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ **قادیان سے جو کتب شائع ہو چکی ہیں اس کی ساری جلدیں منگوا کر رکھیں۔**

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انفارمیشن آفس کا معائنہ فرمایا اور منتظمین سے گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور نے نظافت (صفائی) اور بجلی کے شعبوں سے ہوتے ہوئے پرائیویٹ خیمہ جات کے ایریا میں تشریف لے گئے اور انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ پرائیویٹ خیمہ جات کی مجموعی تعداد 675 سے زائد تھی۔ جن میں 6 ہزار سے زائد احباب جماعت نے فیملیز نے رہائش رکھی۔ ان خیمہ جات کے گرد فینس (Fence) لگائی گئی ہے اور گیٹ بھی بنائے گئے ہیں اور اس احاطہ میں رجسٹریشن کارڈ کی چیکنگ اور سکیننگ کے بعد ہی داخل ہوا جاسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان خیمہ جات کے درمیانی راستہ سے گزرے۔ فیملیاں اپنے خیموں کے پاس کھڑی تھیں اور بعض خیمے نصب کر رہی تھیں۔ سبھی اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرتے، حضور انور ازراہ شفقت ان کے سلام کا جواب دیتے۔ خیموں کے مختلف سائز تھے۔ حضور انور دریافت فرماتے کہ ان میں کتنے لوگ رہ سکتے ہیں۔

پرائیویٹ خیمہ جات کے احاطہ میں ایک حصہ Carvan کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ خیمہ جات کے اس معائنہ کے دوران سینکڑوں خاندانوں نے اپنے پیارے آقا کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور برکتیں پائیں۔ ہر ایک اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر بے حد خوش تھا۔

لنگر خانہ کا معائنہ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا اور انتظامات کا جائزہ لیا اور کھانے کا معیار دیکھا اور منتظمین سے گفتگو فرمائی۔ آلو گوشت کا سالن اور دال تیار کی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت آلو گوشت اور دال دونوں سے ایک ایک لقمہ تناول فرمایا اور فرمایا کہ اچھا معیار ہے روٹی بھی اچھی ہے۔

لنگر خانہ کے کارکنان نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ لنگر خانہ کے کارکنان نے ایک بڑا کیک تیار کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنے ان خدام کے لئے کیک کاٹتے ہوئے اس کے مختلف حصے کئے۔

لنگر خانہ کے باہر دیگ واشنگ مشین لگائی گئی تھی۔ یہ مشین گزشتہ چھ سال سے لگائی جا رہی ہے اور ہر سال اس مشین میں ٹیکنیکل لحاظ سے بہتری لائی جاتی ہے۔ اس مشین کو تین احمدی نوجوان انجینئرز نے بڑی لمبی محنت کے بعد خود تیار کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس انتظام کا جائزہ لیا۔ پاکستان سے مکرم حیدر الدین ٹیپو صاحب روٹی پلانٹ کے جائزہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر جرمنی آئے ہوئے تھے۔ حضور انور کے ارشاد پر وہ بھی اس دیگ واشنگ مشین کے جائزہ کے وقت موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حیدر الدین صاحب سے مشین کے پراسس اور فنکشن کے حوالہ سے گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ اب آپ نے قادیان میں ایسی مشین تیار کرنی ہے جو دیگ دھونے والی ہو۔ یہاں تو ایسے دیگچے ہیں جن کا منہ اوپر سے کھلا ہے لیکن دیگ دھونے کی صورت میں آپ کو ایسا سسٹم تیار کرنا پڑے کہ برش دیگ کے اندر جاتے ہی اس طرح کھل جائیں اور پھیل جائیں کہ اندر سے ساری دیگ صاف ہو جائے اور دوسری چیز جو سب سے ضروری ہے وہ پانی کا پریشر ہے جتنے زیادہ پریشر سے پانی دیں گے اتنی ہی زیادہ بہتر اور کم وقت میں صفائی ہوگی۔ حضور انور نے موصوف سے فرمایا کہ یہ مشین دیکھ کر اور ساری معلومات حاصل کر کے اب آپ کو ایک آئیڈیا ہو گیا ہے۔ اب اس کے مطابق آپ نے جائزہ لینا ہے اور جو بھی منصوبہ ہے مکمل کرنا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیاز کاٹنے کے انتظام کا جائزہ لیا۔ منتظمین نے بتایا کہ ہم وہی مشین استعمال کر رہے ہیں جو گزشتہ سال ہمارے استعمال میں رہی ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجناس کے سٹور کا معائنہ فرمایا۔

گوشت محفوظ کرنے کے لئے بڑے سائز کے کنٹینر نما فریزر رکھے گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس انتظام کے بارہ میں بعض امور دریافت فرمائے۔

بازار کا معائنہ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بازار کا معائنہ فرمایا۔ بازار میں مختلف اشیاء اور کھانوں کے سٹالز لگائے گئے تھے۔ ہر سٹال کے آگے خدام اپنے اپنے سٹال پر تیار کی جانے والی اشیاء اپنے ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر سٹال کے آگے سے گزرتے ہوئے ازراہ شفقت مختلف اشیاء میں سے کچھ معمولی سا حصہ لیتے اور تناول فرماتے۔ بعض دفعہ کچھ حصہ لے کر اپنے ان خدام کو دے دیتے اور بعض دفعہ اس چیز پر اپنا ہاتھ رکھ دیتے اور یوں یہ خوش نصیب خدام اور کارکنان اپنے پیارے آقا کی شفقت، پیار اور محبت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ہر ایک کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آقا کی شفقت اور برکت سے فیض پا رہا تھا۔ حضور انور ساتھ ساتھ اپنے خدام سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔ کوئی بھی حضور انور کی شفقت سے محروم نہ رہا۔ ایک سٹال کے آگے ایک بچہ ایک پلیٹ میں چنے، ریوڑیاں وغیرہ لئے کھڑا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس پلیٹ سے بھی چنے کا ایک دانہ لیا اور تناول فرمایا۔ ''زہے قسمت، زہے نصیب''۔

اس کے بعد کارڈ چیکنگ سسٹم کے انتظام کا حضور انور نے جائزہ لیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بعض احباب کے کارڈ چیک کروائے۔ جونہی کارڈ سکین (Scan) ہوتا ہے۔ اس شخص کی تصویر اور دیگر تمام کوائف سکرین پر آجاتے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ جلسہ گاہ کا معائنہ فرمایا اور ان کے جملہ انتظامات دیکھے اور مختلف شعبوں کا جائزہ لیا۔

لجنہ جلسہ گاہ کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کا انعقاد ہونا تھا۔

تمام ناظمین اپنے اپنے معاونین اور کارکنان کے ساتھ اپنے شعبہ کے نام کی تختی کے پیچھے کھڑے تھے۔ ناظمین جلسہ کی مجموعی تعداد 165 ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تمام ناظمین کو شرف مصافحہ بخشا۔ نائب ناظمین کی تعداد 385 اور معاونین کی تعداد 2772 ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لے آئے اور تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طارق بٹ صاحب نے کی اور پھر اس کا اردو اور جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

حضور انور کا
رضا کار کارکنان جلسہ سے خطاب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمد للہ کہ ایک دفعہ پھر آپ لوگوں کو، جلسہ کے کارکنوں کے طور پر خدمتگاروں کے طور پر حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ بعض پاکستان سے نئے آنے والے نوجوان بھی شامل ہوئے ہوں گے۔ ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خدمت بہت بڑا اعزاز ہے اور اس کے لئے حتی الوسع آپ خوش دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دوسروں سے مسکرا کر ملتے ہوئے اس خدمت کو سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔

اب ایک چھت کے نیچے تقریباً تمام انتظامات ہیں اور اس لحاظ سے بہت آسانیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ پاکستان کے جو جلسے ربوہ میں ہوتے تھے۔ پاکستان سے آنے والے وہ نوجوان جواب اٹھائیس تیس سال کے بھی ہیں ان کو بھی تجربہ نہیں ہے کہ کس طرح پھیلا ہوا وسیع انتظام تھا۔ مختلف محلوں میں، مختلف جگہوں پر لنگر خانے ہوتے تھے۔ جلسہ گاہ ایک جگہ تھی، افسر جلسہ سالانہ کا دفتر ایک دوسری جگہ تھا۔ لنگر خانے مختلف محلہ جات میں تھے۔ اسی طرح باقی انتظامات تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے اطفال و خدام بڑی خوش دلی سے ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ امید ہے کہ ان کی باتیں سن کر آپ میں سے اکثر کے دل میں جذبہ ہوگا کہ ہمیں بھی خدمت کا موقع ملے۔ پس اس جذبہ کے ساتھ، جن کو بھی خدمت کا موقع اللہ تعالیٰ دے ان کو یہ خدمت سرانجام دینی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ایک چھت کے نیچے بہت سارے انتظامات ہیں اس لئے زیادہ مشکلات و مسائل تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تجربہ کار ناظمین و منتظمین جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیئے ہیں جو اللہ کے فضل سے مشکلات پر قابو بھی پالیتے ہیں۔ اس لئے زیادہ ان باتوں کی یاددہانی کی تو ضرورت نہیں۔ لیکن ایک بات کی یاددہانی میں کروانا چاہتا ہوں کہ اس **ایک چھت کے نیچے انتظام کی وجہ سے سیکیورٹی کے معاملہ میں اور ایک دوسرے پر نظر رکھنے کے معاملہ میں غیر محتاط نہ ہو جائیں۔ ہر کارکن چاہے اس کی سیکیورٹی کی ڈیوٹی ہے یا نہیں اپنے اپنے شعبہ میں نظر رکھے۔ جس طرح جلسہ میں ہر شامل ہونے والے کا کام ہے کہ اپنے ماحول پر نظر رکھے۔ اسی طرح ہر کارکن بھی قطع نظر اس کے کہ اس کی ڈیوٹی کیا ہے اپنے ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھے۔** کیونکہ شرارت کرنے والے کسی بھی جگہ کسی بھی قسم کی شرارت کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو حفظ و امان میں رکھے اور جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان برکات کے ہم وارث بنیں جو اس جلسہ سے وابستہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب نو بجکر پینتالیس منٹ پر ختم ہوا۔ حضور انور نے دعا کروائی اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جلسہ کے موقع پر ریڈیو سروس کا افتتاح

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ جرمنی نے پہلی مرتبہ اپنے جلسہ کے موقع پر ''جلسہ ریڈیو سروس'' کا آغاز کیا۔ جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کی تمام کارروائی، تمام تقاریر اور دیگر پروگرام اردو اور جرمن زبان میں Live ریڈیو اور FM کے ذریعہ نشر ہوں گے۔ اس سہولت کے نتیجہ میں تمام کارکنان جہاں بھی ڈیوٹی پر ہوں گے اور جلسہ کی طرف آنے والے احباب جو سفر میں ہوں گے ریڈیو پر جلسہ کی کارروائی سن سکیں گے۔

دس بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مقام جلسہ کے اندر اس عارضی طور پر قائم ہونے والے ریڈیو سٹیشن کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بٹن دبا کر ریڈیو کو آن ایئر کیا اور درج ذیل پیغام دیا۔

''اللہ تعالیٰ اس ریڈیو سٹیشن کو تمام سننے والوں کے لئے بابرکت فرمائے اور جو لوگ جلسے پر آنہیں سکتے یا ٹریفک کی وجہ سے، ٹریفک جام کی وجہ سے راستہ میں پھنس جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ السلام علیکم''۔

عشائیہ

پروگرام کے مطابق کارکنان جلسہ سالانہ کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ عشائیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اس تقریب میں رونق افروز ہوئے اور کارکنان جلسہ نے اپنے پیارے آقا کی معیت میں کھانا کھایا۔

بعد ازاں دس بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔ جلسہ کے ایام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش جلسہ گاہ Karlsruhe Messe کے ایک رہائشی حصہ میں ہے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۱۰ اگست ۲۰۱۲)

(باقی آئندہ)

❁❁❁

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 27 Sep 2012 Issue No : 39

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S. $: 50 Euro : 70 Canadian Dollar

جلسہ سالانہ برطانیہ کے کامیاب انعقاد پر شکر باری تعالیٰ

جماعت احمدیہ پر ہر دن نازل ہونے والے افضال الٰہی ہمیں مزید خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں
اللہ کرے کہ ہم نسلاً بعد نسلاً شکر ادا کرتے چلے جائیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ ستمبر ۲۰۱۲ بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ یوکے کے جلسہ سالانہ کا دنیا کو بڑ انتظار رہتا ہے۔ خلافت کی وجہ سے اس کی مرکزی حیثیت ہے اور پھر جغرافیائی صورت کی وجہ سے دنیا کی اکثریت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ لندن کے وقت کا اندازہ بھی آسانی سے ہوجاتا ہے پھر لندن ایسی جگہ واقع ہے جہاں لوگوں کا نسبتاً آنا بھی آسان ہے اور اس آسانی کی وجہ سے بین الاقوامی نمائندگی ہوتی ہے۔ بہرحال یہ کہ یوکے کے جلسہ کی اہمیت اپنی جگہ واضح ہے اتوار کو یہ جلسہ خدا کے فضل کے ساتھ خیر وخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کے بعد خطبہ میں میں عموماً دو باتوں کا ذکر کرتا ہوں ایک شکر گذاری کا مضمون۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور کارکنان کا شکر ہوتا ہے۔ دوسرا بعض کمزوریوں اور کوتاہیوں کے بارے میں ذکر ہوتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ کے لئے بہتری کی کیا صورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک خدا تعالیٰ کی شکر گذاری کا تعلق ہے اس سال ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسے مواقع دیئے جن سے اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں اور کئی علاقوں میں پہنچانے کا موقعہ جماعت کو ملا۔ میرے مخلف ممالک کے دوروں میں خدا کے فضلوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس سال خدا کے فضلوں کے نئے نشان ہمیں دکھائی دیئے۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ میں بھی یہ فضل محسوس ہوئے۔ ہر دن نیا فضل ظاہر ہوا۔ ہمیں چاہیئے کہ شکر گذازی کی راہوں پر چلنے والے بنیں۔ یہ انعام اور فضل ہمیں شکر گزاری کی نئی راہیں دکھانے والا ہو اور ہم اس انعام اور فضل کے نتیجہ میں خدا کے فضلوں کا وارث بن رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو نوازنے کے بے شمار موقعے دیتا ہے۔ یہ انسان ہی ہے جو ناشکر گزاری کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے انعام سے منہ موڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں نہ ہی بندوں کے شکریہ کی ضرورت ہے۔ ایسی ہستی کو ہماری شکر گزاری یا شکر گزار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب انسانوں پر فضل نازل فرماتا ہے تو یہ بھی دیکھتا ہے کہ وہ شکر ادا کرنے والے ہیں یا نہیں اور شکر کرنے پر اللہ تعالیٰ مزید فضل نازل فرماتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ شکر گزاری انعامات لینے اور اعلیٰ خلق کے اظہار سکھانے کیلئے ہے۔ لیکن ایک دنیا دار انسان کی بدقسمتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خوشی اور انعامات کے وقت بھول جاتا ہے اور بعض دفعہ نفس کہتا ہے کہ یہ سب کامیابی پلاننگ کی وجہ سے ہے۔ کمیٹی کی وجہ سے ہے لیکن حقیقی مومن اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہے۔ ہم احمدی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مسیح کو مانا ہے ہم اس کے شکر کرنے والے بندوں میں سے ہیں اور ہونا بھی چاہیئے کیونکہ جماعت پر خدا تعالیٰ کے لامتناہی فضلوں کی بارش ہو رہی ہے۔ ہم ہر فضل کے نزول پر الحمدللہ پڑھتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے افسران سے لیکر نیچے درجہ کے کارکنان دیکھے ہیں جو اپنی کامیابی کو روتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرتے ہیں جب تک ہم میں ایسے عبد شکور ہوں گے ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کو برستے ہوئے دیکھیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر کارکن ہر جلسہ میں شامل ہونے والا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ میں شریک ہونے والا اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی حمد کے ترانے گائے جس خلوص سے ہمارے سجدے ہوں گے اسی قدر ہم پر فضل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک ہوگا۔ اس کا فیض ملے گا اور یوں نئے نئے فضل نازل ہوں گے۔ آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش جماعت احمدیہ ہی دیکھ رہی ہے۔ ورنہ جماعت کے مخالفین تو عددی برتری مالی وسائل اور طاقت زیادہ رکھتے ہیں جس طرح حکومتیں ہمیں ختم کرنے پر کمر بستہ ہیں جس طرح اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ہمیں تنگ کیا جارہا ہے گویا کہ مخالفت کا کوئی دقیقہ احمدیت کو ختم کرنے کیلئے نہیں چھوڑا جارہا۔ جیسا کہ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو کب کے ہمیں ختم کر دیتے۔ یہ کم عقل نہیں دیکھتے کہ دنیا میں یہی ایک جماعت ہے جو خدا کے فضل پر شکر گزاری کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں انعاموں کو اُتارتا چلا جاتا ہے۔ پس یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا اس سال جو خدا کے فضل ہو رہے ہیں ان کے شکرے کیلئے زبان کہاں سے لائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک مصرعہ ہے۔

وہ زبان لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

پس خدا کے فضلوں کا شکریہ تو ادا نہیں کر سکتے۔ ہاں ادا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ نسلاً بعد نسلٍ ہم شکر ادا کرتے چلے جائیں اور اللہ کے فضلوں کا سلسلہ لمبا ہوتا چلا جائے۔ کہیں اسکولوں کی خوشکن رپورٹ پر شکر ادا کرنے کی تحریک ہوتی ہے، کہیں پینے کا پانی مہیا ہونے پر بچوں کی مسکراہٹ پر شکر ادا کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ کہیں جب ہم جماعتی ترقی کی رپورٹ سن کر جماعت کو عطا ہونے والے مشنوں کی تعداد سنتے ہیں تو شکر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہیں لاکھوں کی تعداد پر سعید روحوں کے احمدیت قبول کرنے پر سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔ پھر اس سال حاضری کا خوف تھا کہ شائد گزشتہ سالوں کی نسبت تعداد کم ہو کیونکہ اسکول کھل گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرمندہ نہ کیا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک سلسلہ ہے جو ہمیں شکر گزاری پر مجبور کرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جلسے کے دنوں میں ایک ایسا سلسلہ بھی ہے جو بندوں کا شکریہ ادا کرنے والا ہوتا ہے اور اس میں کارکنان اور کارکنات شامل ہوتی ہیں۔ جو مختلف شعبہ جات میں ڈیوٹیاں دیتی ہیں۔ اس سال نئے آنے والوں کے علاوہ ہر سال آنے والوں نے بھی بتایا کہ جلسہ کے انتظامات بہت بہتر تھے۔ یہی چیز ہمارے کاموں میں ہونی چاہیئے۔ اس بار نئے آنے والے غیر از جماعت احباب کو جامعہ احمدیہ یوکے کی بلڈنگ میں ٹھہرایا گیا۔ اس کی عمارت نئی خریدی گئی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنے والے مہمانوں نے جن چیزوں کا خصوصیت سے ذکر کیا ان میں غسل خانوں کی صفائی کی بہتری، گرپانی کی سہولت کا ذکر تھا۔ جلسہ گاہ میں آواز کی بھی بہتری تھی۔ آواز پہنچانے کا انتظام انتہائی احمدیت کا حامل ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو باقی چیزیں بے کار ہیں۔ اسٹیج پر بھی آواز کا انتظام ہونا چاہیئے۔ کھانے کا نظام بھی عموماً بہت اچھا رہا۔ ایک دو بار کھانا بروقت تقسیم نہ ہوا کیونکہ کھانا وقت پر تیار نہ ہوا۔ کھانا کھلانے کی جگہ کم تھی آئندہ کیلئے کھانے کی مارکی بڑی ہونی چاہیئے۔ اگر ترقی کرنی ہے تو پھر انتظامات میں بہتری پیدا کرنی چاہیئے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ تین لاکھ سے زائد افراد نے جلسہ کا پروگرام لائیو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کی برکات کو بڑھاتا چلا جائے اور آئندہ جلسہ اس سے بڑھ کر ہو۔

خطبہ کے آخر میں سیدنا حضور انور نے دنیائے اسلام کیلئے بھی خصوصی دعا کی تحریک فرمائی۔

❁❁❁

❁❁❁❁❁❁

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان